اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد ــــ ۳۱
شمارہ ــــ ۱
جمادی الاوّل ــــ ۱۴۱۶ھ
اکتوبر ــــ ۱۹۹۵ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بیاد
حضرة مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ
مدیر :ــ عبدالقیوم حقانی

مدیر اعلیٰ
حضرة مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ناظم ــ شفیق فاروقی

ایگزیکٹو ایڈیٹر
حافظ راشد الحق سمیع

فون نمبر ۲۴۰، ۴۳۵، ۲۳۹ کوڈ ۰۵۲

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۱۰۰/- روپے فی پرچہ ۱۰/- روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۱۶/- پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۲۶/- ڈالر
سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

* اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ ۔
اسرائیل کے تسلیم کرنے کے حکومتی عزائم ۔
* قادیانیت * بوسنیا * پاکستان میں مشنری سرگرمیاں ۔
* خواتین کی بیجنگ کانفرنس ۔

ملی یکجہتی کونسل، کوئی ایک سیاسی جماعت، خالصۃً ایک مذہبی گروہ اور ایک خشک علمی ادارہ نہیں بلکہ اس کی مخاطب پوری امت ہے اس کے بنیادی مقاصد میں امتِ واحدہ کے تصور کا احیاء اور استحکام، عالمی اسلامی تحریکات سے یکجہتی کا اظہار، ہر نوع کی علاقائی عصبیت اور فرقہ واریت کا انکار مغربی نظامِ تعلیم، امریکی اہداف یورپی تہذیبی یلغار کے خلاف جہاد، رائج الوقت عریاں کلچر، فحش میڈیا اور تباہ کن ثقافت سے نفرت اور لاتعلقی کا اعلان، امت کے مسائل کی نشاندہی اور ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے جد وجہد اولین ترجیحات ہیں۔

چونکہ ماہنامہ "الحق" کے موسس و مدیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اس کے اولین داعی اور اس مشن کے علمبردار اور کونسل کے سیکرٹری جنرل ہیں اور الحمد للہ کہ اب تک اس سلسلہ میں کامیاب پیش رفت جاری ہے ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ملی یکجہتی کونسل کی جنرل کونسل کا چھٹا اجلاس سنگم ہوٹل مظفر آباد میں منعقد ہوا جس میں ملکی اور بین الاقوامی سطح کے اہم مسائل زیر بحث لائے گئے۔ الحق کے اہداف و مقاصد، قارئین الحق کی مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ان کے مشن و مساعی سے وابستگی بالخصوص دینی قوتوں کے اتحاد اور متفقہ آواز سے دلچسپی کے پیشِ نظر ذیل میں بعض ملی اور عالمی مسائل سے متعلق یکجہتی کونسل کی متفقہ طور پر منظور کردہ قرار دادیں نذرِ قارئین ہیں۔ (ع ق ح)

اقوام متحدہ کے بارے میں متفقہ قرار داد

ملی یکجہتی کونسل کا یہ اجلاس اقوام متحدہ کی اسلام دشمنی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ادارہ مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کا ذریعہ بن چکا ہے۔ یہ اجلاس کشمیر، بوسنیا، صومالیہ اور چیچنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی کا ذمہ دار اقوام متحدہ کو قرار دیتا ہے۔

کشمیری عوام کے حق میں قرارداد منظور ہونے کے باوجود اقوام متحدہ کشمیری عوام کو ان کا حق خود ارادیت نہیں دلا سکا۔ بھارت کے ذریعہ کشمیری مسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی ہے۔ نہتے شہریوں پر بمباری کی جارہی ہے اور خواتین کی بے حرمتی جاری ہے۔ اقوام متحدہ نے بوسنیا کے مسلم عوام پر مظالم بند کرانے کی بجائے بوسنیا کو اسلحہ سپلائی کرنے پر پابندی لگا کر سربیا کی جارحیت کو تقویت دی ہے۔ اس کے برعکس قاہرہ اور بیجنگ میں خواتین کے حقوق کے نام پر مسلمان ممالک میں بے حیائی اور عریانی پھیلانے کی سازش کی جاتی ہے۔

یہ اجلاس فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، سوڈان، صومالیہ اور دیگر مسلم ممالک میں اقوام متحدہ کے جانبدارانہ رویہ اور مسائل کے حل میں ناکامی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر جشن منانے کی بجائے ۲۴۔ اکتوبر کو یوم سیاہ منانے کا اعلان کرتا ہے اور تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۴۔ اکتوبر کو یوم سیاہ منایا جائے۔ گھروں، گاڑیوں، دوکانوں پر سیاہ جھنڈے لہرائے جائیں۔ کونسل میں شامل جماعتیں بڑے شہروں میں سیمناروں کا اہتمام اور مظاہرے کرائیں۔

ملی یکجہتی کونسل حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے پچاسویں سالگرہ کے سلسلے میں منعقدہ تقریب میں شرکت نہ کرے نہ وزیراعظم اس تقریب کے لیے امریکہ جائیں۔

اسرائیل کے تسلیم کرنے کے حکومتی عزائم

ملی یکجہتی کونسل کا یہ اہم اجلاس حکومت کی طرف سے اسرائیل کے ساتھ خفیہ تجارتی تعلقات قائم کرنے اور اسے تسلیم کرنے پر ظاہری آمادگی سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے بھرپور طریقہ سے مسترد کرتا ہے۔ اسرائیل تاریخی، قانونی اور اخلاقی لحاظ سے ایک ناجائز مملکت ہے اور اسے دشمنان اسلام نے مسلمانوں کے سینہ میں ایک خنجر کی طرح زبردستی پیوست کیا ہوا ہے، جب کہ اپنے قیام سے لے کر اب تک اس ناجائز ریاست نے لاکھوں فلسطینیوں کو بے پناہ نقصان پہنچائے ہیں ان کو گھروں سے جبری طور سے بے دخل کر کے انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس نے لاتعداد مسلمانوں اور عربوں کو قتل وغارت اور تعذیب واذیت کا نشانہ بنایا ہے، ان کی زمینوں اور مکانات پر ناجائز قبضہ کیا ہے اور انہیں ناقابل بیان مشکلات وتکالیف سے دوچار کرنے کی مذموم کوشش کررہا ہے۔

کونسل محسوس کرتی ہے کہ اس پس منظر میں موجودہ حکومت کا اسرائیل سے مبینہ طور پر خفیہ تجارتی تعلقات قائم کرنا اور بالواسطہ طور پر اس سے کچھ اشیاء خریدنا انتہائی قابل مذمت ہے۔ اسی طرح یہ حکومت امریکہ کو راضی رکھنے کی کوشش میں یہ بھی چاہتی ہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے دشمن ملک اسرائیل کو تسلیم کر کے وہ اس کے لیے بزعم

خواہش سازگار ماحول بنانے کی کوشش کر رہا ہے اور قومی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے یہ بیان دیا جا چکا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے پر "کام" ہو رہا ہے۔

ملی یکجہتی کونسل یہ امر واضح کر دینا چاہتی ہے کہ پاکستان کے غیور مسلمان اسرائیل کو تسلیم کرنے کی کوشش ملی اور اسلامی غیرت کے منافی اور امریکہ کے عالمی منصوبہ کی اندھی تقلید کے مترادف ہے اور وہ اسے کسی طرح سے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

قادیانیت

ملی یکجہتی کونسل کا یہ اجلاس ملک میں قادنیت کے فروغ کی کوششوں پر انتہائی دکھ اور تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ موجودہ حکومت کی عمومی دین دشمن پالیسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی یہ چاہتے ہیں کہ وہ قادیانیت کے متعلق آئینی ترمیم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلامی شعائر کو استعمال کریں اور اس طریقہ سے مسلمانوں کو اپنے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا کر کے ان کے عقائد اور دین پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کریں۔

ملی یکجہتی کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت امتناع قادنیت کے قانون پر پوری ذمہ داری کے ساتھ عمل کرائے اور قادیانیوں کی مذموم خلاف قانون سرگرمیوں پر آئین و قانون کی روشنی میں پابندی عائد کرے۔ اجلاس آزاد کشمیر میں بھی قادیانیوں اور غیر مسلم مشنری اداروں کے سرگرمیوں کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت آزاد کشمیر سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ یہاں امتناعی توانین نافذ کرے تاکہ مساجد اور اسلامی شعائر قادیانیوں کے توہین سے بچ سکیں۔

بوسنیا کی صورت حال

ملی یکجہتی کونسل کا یہ اجلاس بوسنیا کے مسلمانوں کی انتہائی دردناک صورت حال اور ان پر درندہ صفت سربوں کی وحشیانہ مظالم کی پرزور مذمت کرتا ہے اور عالمی رائے عامہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کی اس بدترین پامالی اور سربوں کی طرف سے بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی پر بھرپور احتجاج کریں اور بوسنیا جو ایک آزاد، خود مختار اور اقوام متحدہ کا رکن ملک ہے، کو اس کے مسلمہ حقوق دینے بوسنیا کے مسلمانوں کو اپنے ملک کے ہر حصہ کی حفاظت کا پورا حق دیئے جانے اور سربوں کے ناجائز قبضہ سے اپنے ملک کے پچپن فیصد حصے کو واگزار کرانے کا حق دینے کے لیے آواز بلند کرے۔

ملی یکجہتی کونسل اقوام متحدہ، خاص طور پر اسکے سیکرٹری جنرل بطروس غالی کے کھلے جانبدارانہ رویہ کی مذمت کرتا ہے اور سربوں کے بے پناہ مظالم پر چشم پوشی بلکہ درپردہ امداد، خاص طور پر محفوظ قرار دیئے جانے والے علاقوں میں سے دو شہروں سربرینکا اور زیپا کو رھدے سے ظالم سربوں کے حوالے کرنے اران گھروں کی مسلمان آبادی کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دینے اور کسی بالغ مسلمان کو زندہ نہ چھوڑنے کے بہیمانہ اقدام پر سیکرٹری جنرل کے منصب سے بطروس غالی کے استعفیٰ کا مطالبہ کرتا ہے۔

ملی یکجہتی کونسل تمام مسلمان عوام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ بھرپور اظہار یکجہتی کریں انکے حق میں اور اقوام متحدہ کے خلاف احتجاجی مظاہرے کریں اور یورپ کے وسط میں اسلام کا دفاع کرنے والے اپنے دینی و ایمانی بھائیوں کی زیادہ سے زیادہ مالی تعاون بھی کرے اور انہیں اس ابتلاء میں تنہا نہ چھوڑیں۔

پاکستان میں مشنری سرگرمیاں

ملی یکجہتی کونسل کا یہ اجلاس پاکستان میں غیر مسلم مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ ملک اسلام کے مقدس نام پر بنا ہے اور آئینی لحاظ سے بھی اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عیسائیوں سمیت تمام اقلیتوں کے اپنے مذہب پر عمل کے حق کو تسلیم کرتے ہیں لیکن انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ترغیب و تحریص، دباؤ اور لالچ کے ہتھکنڈوں سے کام لے کر مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے کی مذموم کوشش کریں۔ کونسل محسوس کرتی ہے کہ حکومت ملک میں عیسائیوں کی مشنری سرگرمیوں کے متعلق مجرمانہ تغافل سے کام لے رہی ہے اور خاص طور پر اس نے غیر ملکی پرائیوٹ تنظیموں (این۔جی۔اوز) کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ نام نہاد امدادی و ترقیاتی سکیموں کی آڑ میں پاکستان کے غیور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کریں ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے غیور مسلمان اپنے عقیدہ کی حفاظت کے بارے میں بڑے حساس ہیں اور وہ کسی قیمت پر حکومت، بیرونی مشنریوں اور این۔جی۔اوز کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ان کے ایمان سے کھیلنے کی جسارت کریں۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے این۔جی۔اوز اور عیسائی مشنریوں کو ارتداد پھیلانے سے باز رکھنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے اور اس سلسلہ میں غیر ممالک این۔جی۔اوز کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ ملکی قوانین کے مطابق اپنے حسابات کا باقاعدہ آڈٹ کرائیں اور حکومت کے بااختیار اداروں کے علم و اجازت کے بغیر امدادی رقوم خرچ نہ کریں۔ نیز عوامی نمائندوں کے اداروں کے سامنے ان کی سرگرمیوں اور آمد و خرچ کا حساب لایا جاتا ہے تاکہ کرپشن اور تحریص کے ہتھکنڈوں سے اپنا کام نہ کر سکیں۔

بیجنگ کانفرنس

۱۵ ستمبر ۱۹۹۵ء کے آغاز میں بیجنگ میں ہونے والی خواتین کانفرنس دراصل مذہبی طاقتوں کی نظریاتی اور ثقافتی یلغار کا تسلسل ہے۔ اس کانفرنس کا ظاہری نعرہ خواتین کے حقوق کی حفاظت رہا ہے۔ جبکہ فی الحقیقت یہ ساری دنیا پر مغربی ثقافت کو مسلط کرنے اور اباحیت اخلاق باختگی، آزادانہ جنسی اختلاط اسقاطِ حمل اور خاندانی بنیادوں کے انہدام کی سازش ہے۔

ملی یکجہتی کونسل کا یہ اجلاس مغرب کے اس ثقافتی استعماریت کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور ملت مسلمہ اور پوری انسانیت کو اس نئے استعمار کے مقابلہ کی دعوت دیتا ہے۔

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام بیجنگ کانفرنس میں دنیا بھر سے ہزاروں نسوانی انجمنوں اور اس کی نمائندہ خواتین نے شرکت کی اس کانفرنس میں حکومتوں اور این۔جی۔اوز نے مل کر جو منصوبہ عمل منظور کیا ہے اسے دنیا بھر کے مسلم عوام نے بھی مسترد کر دیا ہے اور کیتھولک عیسائیوں نے بھی اس پر اپنی ناپسندیدگی کا کھل کر اظہار کیا ہے یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ مسلمان حکومتوں میں سے سوائے ایران اور سوڈان کے کسی دوسرے ملک نے دین اسلام اور اس کی الہامی بنیادوں پر اس جارحانہ یلغار کے خلاف کوئی مؤثر احتجاج نہیں جب کہ کیتھولک عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ پال اور ان کی مذہبی حکومت ویٹی کن نے بیجنگ کانفرنس کے غیر اخلاقی، غیر انسانی اور مہلک فیصلوں سے لاتعلقی کا برملا اظہار کیا ہے اس موقع پر مسلمان ممالک کے وفود اگر مشترکہ موقف اختیار کرتے اسلام کے بنیادی اصولوں اور عورت کو دیئے گئے اسلامی حقوق کا اعلان کرتے تو مغربی فکری سامراج اور شیطانی ثقافتی یلغار کے سامنے بند باندھا جا سکتا تھا

بیجنگ کانفرنس میں اباحیت، آزادانہ جنسی تعلقات، مانع حمل جملہ ذرائع کے استعمال، اسقاط حمل اور ہر غیر اخلاقی وغیر انسانی عمل کی حمایت کی گئی۔ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کا خطرناک پہلو پوری دنیا اور خصوصاً عالم اسلام کے خاندانی نظام کی تباہی اسلامی تہذیب و تمدن کی بیخ کنی اور فحاشی و عریانی پر مشتمل مغربی ثقافت کی ترویج ہے۔ ہماری نظر میں بیجنگ کانفرنس اسی شر انگیز منصوبے کا تسلسل ہے دو طرفہ تماشا یہ کہ اس کانفرنس میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے شور تو بہت مچایا گیا مگر اس عالمی کانفرنس کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ کشمیر، بوسنیا ارکان، شیشان میں خواتین کی بے حرمتی اجتماعی عصمت دری اور ان کے قتل عام پر کچھ بھی نہ کہا گیا۔ ملی یکجہتی کونسل کی نگاہوں میں مغرب کے ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف ہم عقیدہ اور تہذیب، تمدن کا مکمل دفاع کریں اور دوسری طرف ان ناانصافیوں کا قلع قمع کریں جو شریعت کے احکام کے برعکس خود ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔

ادارہ

تمام ممالک کے سفیروں کے نام مولانا سمیع الحق کے دو اہم مراسلے

اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر حضرۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل کا تمام اسلامی ممالک کے سفیروں کے نام ایک اہم مراسلہ

محترمی و مکرمی جناب .... زیدہ مجدکم

سلام مسنون!

آنجناب کے علم میں ہے کہ اقوام متحدہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو اپنی یوم تاسیس کے موقع پر پچاسویں سالگرہ گولڈن جوبلی منا رہی ہے۔

اقوام متحدہ کا اس مدت میں عالم اسلام کے حوالے سے کردار نہایت شرمناک، سفاکانہ اور ظالمانہ رہا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے کفن کشوں کا ایک ادارہ بن چکا ہے اور سامراجی، استعماری مقاصد کی تکمیل کی ایجنسی بن کر رہ گئی ہے۔ اب مسلمانوں کی قبروں اور لاشوں پر ناچ کر جشن منانے کے عمل میں اسلامی ممالک اور دیگر حریت پسند اقوام کی شرکت کسی طرح بھی آزادی، اخلاق، شرافت اور جمہوری قدروں کا مذاق اڑا رہا ہے۔

پاکستان کے تمام دینی جماعتوں ملی یکجہتی کونسل (ایم۔وائی۔سی) نے حالیہ اجلاس مظفر آباد آزاد کشمیر میں اس دن کی تقریبات کے بائیکاٹ کی اپیل کی ہے اور میرے ذریعے اپنے جذبات آپ تک پہنچانے کا کہا ہے کہ کوئی بھی اسلامی ملک اس کی تقریبات میں شریک نہ ہو یوم سیاہ کے طور پر اسے منایا جائے اور ہر سطح پر احتجاج کرایا جائے۔ آپ اپنی حکومتوں اور ملک کے عوامی تنظیموں اور سیاسی گروپوں تک پاکستان کے دینی تنظیموں کے مشترکہ جذبات اور احساسات اور فیصلہ سے آگاہ فرما کر ممنون فرمادیں۔ اس اجلاس میں پاس کی جانے والی قرارداد کا متن ارسال ہے۔ ازراہ کرم میرے خط اور قرارداد کے ترجمے سے متعلقہ اداروں اور افراد کو آگاہ فرمادیں۔ والسلام

سمیع الحق سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل

* اس سلسلہ کی قرارداد، نقشِ آغاز میں شریک اشاعت ہے (ادارہ)

اسرائیل کی غیر ملکی سفارتخانوں کو تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کرنے کی مذموم پالیسی پر مولانا سمیع الحق کا تمام ملکوں کے سفیروں کے نام مراسلہ

مکرمی و محترم المقام عالی جناب سفیر محترم ......

آداب ! مزاج شریف !

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اسرائیل کی تازہ ترین پالیسی کے تحت تمام ممالک کے سفارتخانوں کو تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کرنے کے لیے وہاں کے سفارتخانوں پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں مختلف حربے استعمال کیے جا رہے ہیں اس طرح نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جا رہا ہے۔ اگر آپ نے اس پر فوری توجہ نہ کی اور اسرائیل پر دباؤ نہ ڈالا اور اقوام متحدہ کو توجہ نہ دلائی کہ اسرائیل کو اس مذموم اقدام سے باز رکھے تو تمام عالم اسلام کی ناراضگی مول لینی پڑے گی اور دنیا بھر سے ایک جہنم کدہ بن جائے گی تو اس الاؤ سے شاید کوئی بھی نہ بچ سکے۔

لہٰذا آپ خود بھی اور اپنی حکومت کے ذریعہ بھی اقوام متحدہ کو اس حساس مسئلہ پر توجہ دلائیں کہ اسرائیل اقوام متحدہ کی قراردادوں کو ملحوظ رکھے اور ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے دنیائے انسانیت ایک بار پھر بدامنی کا شکار ہو جائے۔ پاکستان کے تمام دینی پارٹیوں کے مشترکہ پلیٹ فارم ملی یکجہتی کونسل کے رہنماؤں کے یہی جذبات ہیں اور میں کونسل کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے کونسل کے جذبات آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ والسلام

(مولانا) سمیع الحق

جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

قارئین سے گذارش

خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری / اعزازی تبادلہ نمبر ضرور لکھیں

ورنہ ادارہ جواب دینے سے معذور ہوگا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

دعوتِ و تبلیغ

امت مسلمہ کی اصل قدر و قیمت

داعی اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے ۱۳ / ۱ / ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۳ / جون ۱۹۹۵ء کو معہد الدعوت کے طلبہ و اساتذہ کے سامنے ذیل کی فکر انگیز تقریر فرمائی جو مدارس عربیہ کے منتہی درجات کے طلبہ اور اساتذۂ کرام دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے احباب کے لیے اپنے اندر بڑے رہنما اصول کی حامل ہے۔

اما بعد أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔

یہ بات معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ اس سال خطبات ، مطالعہ اور پڑھنے کے سلسلہ میں مشوروں کا سلسلہ شروع ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے ، یہ ایک بدیہی حقیقت اور ایک تاریخی واقعہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تمام مساعی اور ان کی برکات ۔ ان کے فیوض و اصلاحات ، اور ان کے ذریعہ سے عالم انسانیت کے اندر جو تعلق مع اللہ اور تعلق باللہ پیدا ہوا اور عقائد کی تصحیح ہوئی اور اصلاحِ اخلاق کا رجحان پیدا ہوا ۔ منکرات اور مظالم کے خلاف جو رجحان پیدا ہوا ۔ ان کو ختم کرنے یا ان کو بے اثر بنانے کا ۔ اور پوری انسانیت کے رُخ کو بدلنے کا تمدن اور معاشرت کے رُخ کو بدلنے کا جو کام شروع ہوا ۔ اور انجام کو پہونچا ، جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی ہے ۔ ان سب کی بنیاد دعوت تھی ، نہ حکومت تھی ، نہ سیاست نہ طاقت تھی ، نہ منفعت تھی نہ مصلحت تھی ، نہ ذاتی اثر و رسوخ تھا ، خالص دعوت تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ میں خاص طور پر اس حقیقت اور امتیاز کو نمایاں کیا ہے اور جس نبی کے بھی حالات پڑھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے کام کی بنیاد اور ابتداء اور انتہا بھی اسی دعوت پر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام فرمایا ۔ اور انبیاء کرام نے خاص اس کی جدوجہد کی ، کہ ان کے تیار کیے ہوئے لوگ بھی اس ذمہ داری کو سنبھالیں اور اس کو اپنا فرض

سمجھیں، اس لیے قرآن مجید میں امر کے صیغے کے ساتھ کہا گیا۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ ...... الی آخرہ۔ تم میں ایک ایسی امت رہنی چاہیئے جس کا کام ہی يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ، ہو (وہ خیر کی طرف بلاتے ہیں) پھر اس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے بڑے مثالی مستند اور مقبول داعیوں اور سب سے زیادہ کامیاب داعیوں کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ انبیاء علیہم السلام ہیں اگر آپ ان میں دیکھیں گے تو دعوت کی روح کیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ دعوت ان کا مزاج تھا، ایک ہوتا ہے کام، ایک ہوتی ہے ضرورت کی تکمیل اور ایک ہوتا ہے وقت کا تقاضا، اور ایک ہوتا ہے مزاج، تو انبیاء کرام کا مزاج بلکہ ادیان کا مزاج دعوت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو جزئیات بیان کیے ہیں، انبیاء کے مکالمے اور ان کی دعوت کے طریقے نقل کیے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اوّلاً و اصلاً وہ داعی تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں خاص امتیاز رکھنے والے دنیا میں قیامت تک ان سے نسبی و اعتقادی، اور دعوتی انتساب رکھنے والے دنیا میں قیامت تک دعوت الی اللہ دعوت الی الآخرۃ، دعوت الی الدین، دعوت الی الفضائل، دعوت الی الانسانیۃ! ان سب کے ذمہ دار وہ ہوں گے جو حقیقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیرو ہیں۔ اس لیے فرمایا مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ۔

مہر لگا دی ہے کہ مسلمان جو آخری اُمّت ہیں اور جن کے متعلق کہا گیا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ، خیر امت کے اصل مورث اعلیٰ۔ اور اس کے بانی اور مُربّی، سرپرست حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، قرآن مجید میں جہاں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ آیا ہے اس میں صاف داعیانہ روح جھلکتی ہے اور ان کو سب سے زیادہ داعی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور کسی داعی کو جو سب سے بڑا خطرہ پیش آسکتا ہے اور بڑی سے بڑی قربانی اس کو دینی پڑتی ہے اس کا نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے تذکرہ میں دو عظیم الشان قربانیاں بیان کی گئی ہیں، آپ نے جب عقیدۂ توحید کا اعلان کیا اور بادشاہ وقت کی پرستش سے انکار کیا تو آگ جلائی گئی اور کہا گیا کہ اس کو اس آگ میں ڈال دو۔

دیگر انبیاء کرام کے تذکروں میں ایسی کھلی آزمائش کے واقعات تاریخ میں نظر نہیں آتے پھر دوسری آزمائش جس وقت انہوں نے کہا يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ؟

ترجمہ:۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کرتا ہوں سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟

یہ دونوں قربانیاں ایسی ہیں جن کی داعیوں کی زندگی اور تاریخ میں کیا ؟ انبیاء کرام کی تاریخوں میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے اور ان دونوں کا تذکرہ کر کے گویا اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر دیا ہے کہ داعی کو یہ مرحلے پیش آ سکتے ہیں تو اسلام کی تاریخ کا، اسلام کی کامیابیوں کا، اور جو انقلاب اسلام لایا ہے اور جو کردار اس کے سپرد کیا گیا ہے ۔ اور جو خلاء امت مسلمہ پُر کرتی ہے ان سب کا انحصار دعوت پر ہے امت جب تک دعوۃ سے منسلک رہے گی دنیا میں خیر کی امید ہے اور دنیا میں خیر پھیلے گی ۔ اور خدانخواستہ یہ امت اگر دعوت سے مستغنی اور کنارہ کش اور بے تعلق ہو گئی تو دنیا خطرہ میں پڑ جائے گی اس لیے ضرورت ہے کہ دعوت کے پیغام کو زندہ کیا جائے اور جیسا کہ ربعی بن عامرؓ نے رستم سے کہا تھا، جب رستم نے پوچھا تھا ما الذی جاء کم (تم کس غرض سے آئے ہو) رستم کے اس سوال کے دس جواب ہو سکتے تھے ۔ اور رستم توقع کرتا تھا کہ اسکو یہ جواب دیا جائے گا کہ آپ لوگ سینکڑوں برس سے عیش کر رہے تھے اور ہم وہاں فاقے کر رہے تھے اور خیموں میں رہتے تھے اونٹ کا گوشت کھاتے تھے اور اس کا دودھ پیتے تھے ۔ اور کھجوروں پر ہماری گذراوقات تھی، ہم اپنا حق لینے کے لیے آئے ہیں، کیا یہ سب آپ ہی کے لیے ہے ؟ ہمیں بھی حصہ رسدی ملنا چاہیئے ۔ بالکل رستم اس کیلئے تیار تھا کہ اگر وہ کہیں تو ان کا جو پیدائشی اور فطری حصہ اور حق ہے ان کو دے دیا جائے اور ان سے چھٹی ملے، جہاد کا بھی خطرہ نہیں رہے گا، سب لوگ واپس چلے جائیں گے، اچھا ہم تمہارا وظیفہ مقرر کرتے ہیں، ہر عرب کو اتنا ملے گا، اور تمہارے تمدّن کو بھی داخل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ رستم نے سوال اسی بنا پر کیا تھا اور ہم سمجھتے ہیں وہ ۹۰ ۔ ۹۵ فیصدی امید میں رہا ہوگا کہ جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ ہم کو فقر و فاقے نے یہاں پہونچایا ہے ۔ کیا ظلم ہے کہ آپ لوگ ایک ایک لاکھ کی ٹوپی پہنیں اور ہم بھوکے رہیں یہ تاریخی واقعہ ہے کہ جب رستم شکست کھا کر بھاگا ہے تو اپنے ساتھ ایک ہزار باورچی ایک ہزار گوئیے ایک ہزار باز کے پالنے والے لے کر بھاگا تھا ۔ اور اس پر کہا تھا کہ کیسے میرا گذارا ہوگا ؛ اتنے تھوڑے آدمیوں سے ہمارا کام کیسے چلے گا ؟ ساسانی حکومت پر بہت مستند اور پُر از معلومات کتاب جس کا پروفیسر اقبال نے ترجمہ کیا ہے اس کا میں نے اپنی کتاب میں حوالہ بھی دیا ہے، ہم تاریخی چیز سرسری طور پر پڑھتے چلے جاتے ہیں ۔ غور نہیں کرتے ربعی بن عامرؓ کا جواب پیغمبرانہ نمائندگی کرتا ہے، ایک داعی کے جواب کی، اور وہ امت مسلمہ کو بھی اس کا مقام بتلاتا ہے ۔ انہوں نے کہا ؛ ما الذی جاء بکم قالوا ما جاء بنا شیئ اللہ ابتعثنا ہ

(ہم کسی لالچ میں نہیں آئے ہیں ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے اٹھایا ہے ۔)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے سوچ کر آئے تھے (اللّٰہُ ابتعثنا "نہیں کہا تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عسکری تھے ۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے اس کے لیے ووٹ نہیں لیا تھا ۔ اور نہ ہی کسی سے پوچھا تھا ۔

اللہ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد إلی عبادۃ اللہ وحدہٗ ۔

ترجمہ: ہم کو اللہ تعالیٰ نے نکالا ہے اور اٹھایا ہے کہ جسے اسے منظور ہو بندوں کی عبادت سے نکال کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں داخل کریں۔

فوراً ان کی تربیت سامنے آئی ہم کیا نکال سکتے، ہم کب اپنے ارادہ سے نکلے تھے فرمایا مَنْ شَاءَ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے من عبادۃ العباد یہاں عبادت اصنام رہبت) ہو رہی تھی۔ عبادت مال و مادیت اور جنسی تقاضوں کی ہو رہی تھی، ہر بادشاہ معبود بنا بیٹھا تھا جب وہ رستم کے دربار میں گئے ہیں تو ان کو روکا گیا کہ تم اس طرح نہیں جا سکتے۔ گھوڑا یہاں چھوڑو۔ اور ادب کے ساتھ چلو۔ انہوں نے کہا نہیں، میں بلایا گیا ہوں خود نہیں آیا ہوں، اگر تمھیں منظور نہیں ہے تو میں واپس جاتا ہوں رستم نے کہا کہ آنے دو۔ اللّٰہُ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ وحدہٗ ومن ضیق الدنیا الی سعتھا (ترجمہ) ہم کو اللہ تعالیٰ نے نکالا ہے اور اٹھایا ہے کہ جسے اسے منظور ہو کہ بندوں کی عبادت سے نکال کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں داخل کریں، اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف نکالیں۔

یہ جملہ تو چونکا دینے والا ہے کہ آپ ضیق دنیا میں ہیں ہم آپ پر رحم کھا کر آئے ہیں، یہ تو ایسا مکالمہ ہے کہ اس کو دنیا کی مختلف زبانوں میں تشریح کے ساتھ پیش کرنا چاہیئے۔ ایک ایک لفظ ایسا ہے جس کو کلام نبوت اور الہام خداوندی کہنا چاہیئے۔ وہ اگر کہتے کہ "من ضیق الدنیا الی سعۃ الآخرۃ"، تو ذرا بھی تعجب نہ ہوتا۔ ہر مسلمان کا ایمان اس پر ہے کہ آخرت زیادہ وسیع ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تم پر رحم کھا کر آئے ہیں کہ تم دنیا کے ایک پنجرے میں گرفتار ہو۔ تم ایک بلبل کی طرح ہو کہ جس کو پانی اور دانہ ڈال دیا جاتا ہے اور اس کو وہ کھا لیتا ہے، اس سے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی آپ کا حال ہے کہ اگر غلام آپ کے سامنے نہ ہوں تو آپ بھوکے رہ جائیں، وہی پکاتے ہیں، وہی کھلاتے ہیں۔ وہی آپ کو پانی پلاتے ہیں۔ اور آپ کوئی جنبش نہیں کر سکتے۔ ہم آپ کو اس تنگنائے اور اس پنجرے سے نکال کر دنیا کی ہوا کھلانا چاہتے ہیں اور آزاد بنانا چاہتے ہیں۔ جو مل گیا کھا لیا، جیسے مل گیا کھا لیا، جہاں مل گیا، کھا لیا۔ لیکن آپ اپنے غلاموں کے غلام ہیں، اپنے باورچیوں کے غلام ہیں، اپنے محافظوں اور رہنے کے غلام ہیں اور ان برتنوں اور ظروف کے غلام ہیں، تاریخ کا یہ واقعہ ہے کہ جب کسریٰ نکلا۔ راستے میں اس کو پیاس لگی، کسی نے بتایا کہ یہاں پانی مل جائے گا، جب وہ وہاں گیا تو جس برتن میں پانی لایا گیا اس کو دیکھ کر اس نے کہا کہ میں مر جاؤں گا تب بھی اس برتن میں پانی نہیں پی سکتا۔ "من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ وحدہ ومن ضیق الدنیا الی سعتھا، ومن جور الادیان الی عدل الاسلام"۔

ہم مذاہب کے ظلم و جور سے آپ کو نکال کر اسلام کے عدل کے سائے میں لانا چاہتے ہیں۔

بہرحال یہ دعوت ہی اس امت کی قدر و قیمت ہے اس کے وجود کی اصل علت ہے۔ اللہ پاک نے اس کو باقی

رکھا ہے اور اسکے سرچشمے قرآن کو بھی باقی رکھا ہے۔ سیرت نبوی اور سنتِ داعی، عربوں اور داعیانِ اولین کی تاریخ بلکہ پوری تاریخ داعیوں سے بھری ہوئی ہے، تاریخ دعوت وعزیمت میں کہا گیا ہے کہ کوئی دور خالی نہیں رہا کہ وقت اور تقاضے کے مطابق داعی نہ پیدا ہوا ہو۔ وقت پر فتنوں کا مقابلہ کرنے والا دنیا کے اسٹیج پر ظاہر نہ ہوا ہو اس کی مثال کسی غیر مذہب میں نہیں ملتی ہے۔ ہم نے دعوت وعزیمت میں غیروں کے بعض اعترافات کو نقل کیا ہے شنکر آچاریہ سے پہلے صدیاں گذر گئیں، شنکر آچاریہ نے کیا اصلاح کا کام کیا۔ انہوں نے تو بُت پرستی کی حمایت کی، اور عیسائیت کا حال تو یہ ہے کہ سینٹ پال جو ستر برس کے بعد پیدا ہوا۔ اس نے تو عیسائیت کو دوسری پٹری پر ڈال دیا۔ بالکل ضلال پر، جس کے معنی ہم اردو میں سمجھ نہیں پاتے ہیں۔ گمراہی یہ ہے کہ مثلاً مشرق کی طرف جانا ہو اور مغرب کی طرف پلٹ جائے۔ یہ معنی ولا الضالین میں بھی سمجھنا چاہیئے۔ اصل ضلال یہ ہے کہ راستہ اور رُخ بدل جائے۔ مشرق کے بجائے مغرب کی طرف چلے۔ اس کے لیے اس سنت کو باقی رکھا گیا ہے، اور قرآن مجید اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے سیرت نبوی موجود ہے داعیوں کے واقعات وحالات موجود ہیں کوئی بھی دور وقت کے مخلص داعی سے خالی نہیں رہا۔ اگر کوئی دعویٰ کے ساتھ کہے کہ اس امت میں دس سال تک کوئی داعی نہیں پیدا ہوا تو یہ سراسر غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ اور ہر دور میں داعی پیدا کرتا رہا ہے ہم بہت خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور درحقیقت ندوۃ العلماء کی بنیاد دعوت ہی پر پڑی ہے۔ مدارس بہت تھے، لیکن اس عہد کے تعلیم یافتہ لوگوں کو اس دین کی اہمیت اور ضرورت سمجھانے اور وقت کے فتنوں کے مقابلہ کی صلاحیت پیدا کرنے والی چیز تقریباً مفقود اور ثانوی درجہ میں تھی۔ ندوۃ العلماء کی تحریک کی بنیاد بھی اس پر ہے کہ عہد کے مطابق اور مزاج کے مطابق اس کی کمزوریوں اور فتنوں کے مطابق اور چیلنجوں کے مطابق لوگ تیار کیے جائیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور یہاں ایسے داعی پیدا ہوں۔ ہم علامہ شبلیؒ اور مولانا سید سلیمان ندویؒ کی "سیرت النبیؐ"، کو، اور سید صاحب کے "خطبات مدراس" کو، مولانا شبلی کی کتاب "الفاروق" کو اور دار المصنفین کے کام کو یہاں تک کہ ندوۃ العلماء کے نصاب کو بھی دعوت کا جزء سمجھتے ہیں جب ان کتابوں کا ذکر آ گیا تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے یہ سوال اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے پاس بھیجا کہ آپ کی محسن کتابیں کیا ہیں؟ ان کو لکھئے تو میاں بشیر احمد نے لکھا کہ جب میں آکسفورڈ میں پڑھتا تھا تو کئی بار مجھ پر الحاد کے حملے ہوئے، جب کبھی حملہ ہوتا تو "الفاروق" میرے سامنے آ کر کھڑی ہو جاتی تھی کہ جس کی یہ سیرت ہے وہ گمراہی پر نہیں ہو سکتا یہ سارا علمی کام جو کچھ ہوا ہے دار المصنفین، ندوۃ العلماء یا اس سے استفادہ کرنے والے کے ذریعہ یا شعبہ کے ذریعہ ہوا۔ اور ان سب کی قدرِ مشترک دعوت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔
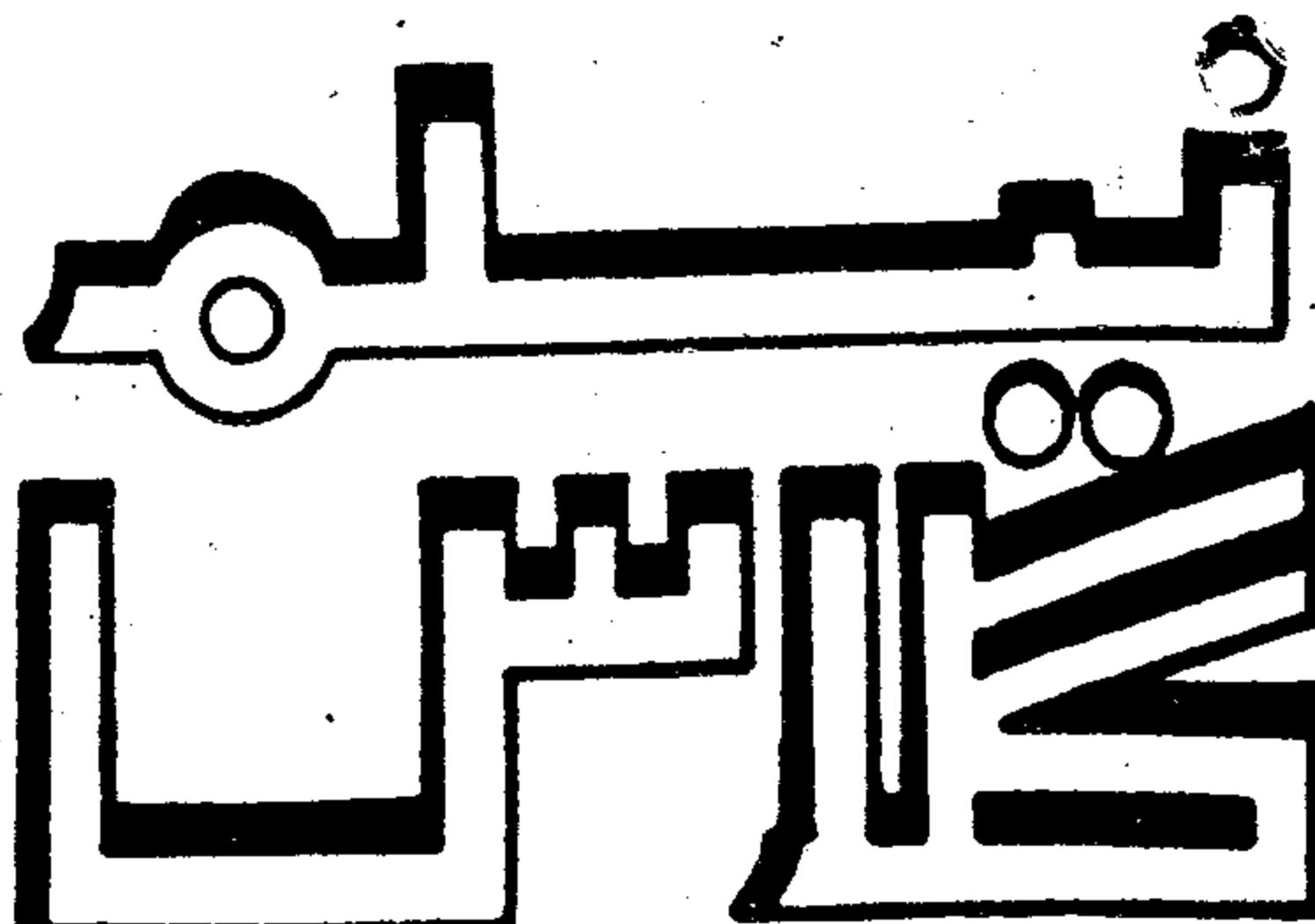
مولانا محمد شہاب الدین ندوی
ناظم فرقانیہ اکیڈمی وچیرمین دارالشریعہ، بنگلور (انڈیا)

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اور

اس کی اہمیت اور افادیت

اسلامی شریعت کی روشنی میں ایک جائزہ

(۲)

سرکاری حق کی تصریح حدیث نبوی میں

مذکورۂ بالا قرآنی دلائل کے بعد آیئے اب احادیث و آثار کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ اجتماعی زکوٰۃ کے بارے میں ہمیں سنت نبوی سے کیا رہنمائی ملتی ہے اور زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا حق آیا حکومت وقت کو حاصل ہے یا نہیں؛ تو اس سلسلے میں بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو اُس وقت انہیں جو مختلف ہدایات دی تھیں، اُن میں سے ایک زکوٰۃ کے بارے میں اس طرح تھی کہ وہ اہل یمن کو بتائیں کہ اللہ نے اُن کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے، جو اُن کے مالداروں سے لی جائے گی اور اُن کے غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔

إِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَىٰ فُقَرَائِهِمْ۔ [۱]

اس حدیث میں مالوں کی نوعیت کی صراحت موجود نہیں ہے کہ یہ حکم صرف اموال ظاہرہ کے بارے میں تھا یا اموال باطنہ کے بارے میں بھی۔ مگر لفظ اموال کی عمومیت ان دونوں اقسام کی جامع نظر آتی ہے۔ اگرچہ بعض احادیث میں اس بات کی صراحت بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو سونے اور چاندی کی زکوٰۃ وصول کرنے کا بھی حکم دیا تھا [۲]۔ مگر وہ دوسرے درجے کی اور ضعیف حدیثیں ہیں۔ غرض حافظ ابن حجرؒ نے بخاری کی مذکورۂ بالا حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ

---

[۱] بخاری: ۲/۱۰۸، مطبوعہ استانبول، ۱۹۷۹ء

[۲] دیکھئے سنن دارقطنی: ۲/۹۵-۹۶، مطبوعہ مصر۔

زکوٰۃ وصول کرنا اور اسے تقسیم کرنا امام وقت کا ذمہ ہے، خواہ وہ بذات خود وصول کرے یا اپنے نائب کے ذریعہ اور جو ادا نہ کرے اُس سے زبردستی بھی وصول کر سکتا ہے۔

(تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ) استدل به علی ان الامام هو الذی یتولی قبض الزکوٰۃ وصرفها، اما بنفسه واما بنائبه فمن امتنع منها اُخذتْ منه قهراً [1]

اس اعتبار سے یہ حدیث سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۳ کی شرح معلوم ہوتی ہے، جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ بہرحال بعض دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ باطنہ کی وصولی کے لیے بھی عُمّال مقرر کیے تھے۔ چنانچہ اسلام کے مالیاتی نظام کے سلسلے میں سب سے زیادہ مستند اور جامع تصنیف امام ابو عبیدؒ (م ۲۲۴ھ) کی "کتاب الاموال" ہے جس میں اس موضوع پر بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں۔ لہٰذا اس موقع پر بطور نمونہ ان میں سے چند احادیث خصوصیت کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں اور دیگر کتب حدیث کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔

دورِ رسالت میں عاملین کا تقرر

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جس طرح اموال ظاہرہ (مویشی اور غلہ جات) کی زکوٰۃ سرکاری طور پر وصول کی جاتی تھی، اسی طرح اموال باطنہ (سونے چاندی اور مال تجارت) کی زکوٰۃ بھی حکومتی سطح پر وصول کی جاتی تھی اور اس مقصد کے لیے آپ نے باقاعدہ عامل مقرر کیے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عمر بن الخطابؓ کو عامل بنانے کا ایک واقعہ صحیح احادیث میں مذکور ہے، جس کے مطابق حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں دو سال کی زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشگی دے چکا ہوں۔ اس پر جب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے چچا نے سچ کہا ہے ہم نے اُن سے دو سال کی زکوٰۃ پہلے ہی وصول کر لی ہے۔

بعث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عمر علی الصدقة. فاتی العباس یسأله صدقة ماله. فقال قد عجلت لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صدقة سنتین. فرفعه عمر الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. فقال صدق عمی، قد تعجلنا منه صدقة سنتین [2]

---

[1] فتح الباری، ابن حجر عسقلانی: ۳/۳۶۰، مطبوعہ ریاض

[2] کتاب الاموال، ابو عبید قاسم بن سلام، ص ۵۹۹، مطبوعہ پاکستان۔

یہ حدیث صحیح مسلم، سُنن ابو داؤد اور جامع ترمذی میں دوسرے طریقوں سے مذکور ہے۔[1] حضرت عباسؓ چونکہ تاجر تھے تو یہ مال تجارت کی زکوٰۃ ہوئی، جو اموال باطنہ میں سے ہے۔

(۲) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ بنے تو آپ نے مدینہ منورہ کو ایک قاصد بھیج کر زکوٰۃ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ کے اُن مکتوبات کی نقلیں منگوائیں جو زکوٰۃ کے بارے میں تھے۔ چنانچہ ان مکتوبات میں دیگر اشیاء کے ساتھ سونے اور چاندی کا بھی تذکرہ موجود ہے[2]۔ اور اس حدیث کو امام ابو عبیدؒ نے دو مقامات پر درج کیا ہے۔ پہلے مقام (فقرہ نمبر ۹۳۳) میں واجب الزکوٰۃ چیزوں کی فہرست بیان کر کے اموال ظاہرہ کے نصاب کی تفصیل کی ہے۔ اور دوسرے مقام (فقرہ نمبر ۱۱۰۶) میں سونے اور چاندی کے نصاب کی صراحت کی ہے، جو مذکورۂ بالا مکتوبات کے مطابق تھی۔ چنانچہ اس میں صراحتاً سرکاری وصولی کا تذکرہ اس طرح موجود ہے۔

ان الذھب لا یؤخذ منہ شئ حتی یبلغ عشرین دینارا فاذا بلغ عشرین دینارا فاذا بلغ عشرین دینارا ففیہ نصف دینار والورق لا یؤخذ منہ شئ حتی یبلغ مائتی درھم۔ فاذا بلغ مائتی درھم ففیھا خمسۃ دراھم۔

یعنی سونے کی زکوٰۃ اُس وقت تک کچھ بھی نہ لی جائے گی جب تک کہ وہ بیس دینار تک نہ پہنچ جائے جب وہ بیس دینار ہو جائے تو اس میں آدھا دینار لیا جائے گا۔ اور چاندی جب تک دوسو درہم تک نہ پہنچ جائے، اس میں کچھ بھی نہ لی جائے گی۔ جب وہ دوسو درہم ہو جائے تو اس میں پانچ درہم لیے جائیں گے[3]

اس حدیث میں لفظ "یُؤخَذُ" صاف طور پر سرکاری وصولی پر دلالت کر رہا ہے۔ اور یہ لفظ "اخذ" سے ماخوذ ہے، جو احادیث و آثار میں زکوٰۃ کی سرکاری وصولی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ بغرض امام طحاویؒ کی تصریح کے مطابق ان مکتوبات کو بنیاد بنا کر اُموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے ایک عامل ایوب بن شُرحبیل کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں سے ہر چالیس دینار میں ایک دینار (زکوٰۃ) وصول کریں۔ پھر فرمایا کہ میں نے یہ بات اُن لوگوں سے سُنی ہے جنہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

ان عمر بن عبدالعزیز کتب الی أیوب بن شرحبیل أن خذ من المسلمین من کل اربعین دینارا دینارا...... ثم لا تأخذ منھم شیأ حتی رأس الحول۔ فانی

---

[1] ملاحظہ ہو مسلم ۲/۷۷۶، ریاض، ابوداؤد ۲/۲۷۳-۲۷۵ حمص، ترمذی ۳/۶۳ بیروت۔

[2] کتاب الاموال: ص ۳۵۹ [3] ایضاً ص ۴۰۸

سمعت ذلک ممن سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک [1]

(۳) اس اعتبار سے یہ مکتوبات تاریخی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس کی تائید ابو داؤد، ترمذی اور دارقطنی کی روایات سے بھی ہوتی ہے، جن کے الفاظ صراحتاً سرکاری وصولی پر دلالت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عفوت عن صدقۃ الخیل والرقیق فھاتوا صدقۃ الرّقۃ، من کل اربعین درھمًا درھماً۔ ولیس فی تسعین ومائۃ شیء فاذا بلغت مائتین ففیھا خمسۃ دراھم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کردی ہے مگر چاندی کی زکوٰۃ لاؤ۔ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ لیکن ایک سو نوے (۱۹۰) درہم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب دو سو درہم پورے ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہوگی۔ [2]

اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔

ھاتوا ربع العشور: من کل اربعین درھمًا درھمًا، چالیسواں حصہ لاؤ، یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم [3]

ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یأخذ من کل عشرین دینارًا نصف دینار ومن الاربعین دینارًا دینارًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ہر بیس دینار کی زکوٰۃ نصف دینار اور چالیس دینار کی زکوٰۃ ایک دینار وصول فرمایا کرتے تھے۔ [4]

(۴) امام طحاویؒ نے اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ امام وقت کو ادا کی جائے یا انفرادی طور پر تقسیم کی جائے؟ دو مسلکوں کا تذکرہ کرنے کے بعد بدلائل اس مسئلہ کو ترجیح دی ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنا امام کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلے میں متعدد روایات پر بحث کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ امام وقت کو اموالِ ظاہرہ ہی کی طرح اموالِ باطنہ کی وصولی اور تقسیم کا بھی حق حاصل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

---

[1] شرح معانی الآثار، ابوجعفر احمد طحاوی: ۳۲/۲، مطبوعہ بیروت۔

[2] ترمذی ۱۶/۳، ابوداؤد ۲۴۲/۲ [3] ابوداؤد ۲۲۸/۲

[4] سنن دارقطنی: ۹۱/۲، مطبوعہ قاہرہ۔

موصوف کی اصل عبارت یہ ہے، جو اُن کی بحث کا حاصل ہے۔

انہم لا یختلفون أن للامام أن یبعث الی أرباب المواشی السائمة، حتی یأخذ منہم صدقة مواشیہم اذا وجبت فیہا الصدقة۔ وکذلك یفعل فی ثمارہم۔ ثم یضع ذلك فی مواضع الزکوات علی ما أمرہ به عزوجل۔ لا یأبی ذلك أحد من المسلمین۔ فالنظر علی ذلك أن یکون بقیة الاموال أن الذهب والفضة وأموال التجارات کذلك ...... وهذا کلّه قول ابی حنیفة وأبی یوسف ومحمد رحمهم الله [1]۔

(۵) امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے کہ دورِ رسالت اور خلافت راشدہ میں جانوروں کی زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ نقدی کی زکوٰۃ بھی وصول کی جاتی تھی اور اس مقصد کے لیے عمال بھیجے جاتے تھے

کان النبی صلی الله علیه وسلم یبعث عماله علی الصدقة کل عام۔ وعمل بذلك الخلفاء فی الماشیة والعین، لما علموه من سنته۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے ہر سال (مختلف مقامات کو) بھیجا کرتے تھے۔ اور اس پر (آپ کے) خلفاء نے مویشی اور نقدی (کی وصولیٔ زکوٰۃ) کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر عمل کیا [2]

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا بھی حکم دیا ہے۔

فانّ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یأمرنا أن نخرج الصدقة من الذی نعدّ للبیع [3]

ان واضح نصوص سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ دورِ رسالت اور خلفائے راشدین میں ہر قسم کے اموال کی زکوٰۃ سرکاری طور پر وصول اور تقسیم کی جاتی تھی اور اس میں اموال ظاہرہ و باطنہ کی کوئی تفریق نہیں تھی۔

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

اس باب میں خلیفۂ راشد حضرت عمرؓ اور دیگر خلفاء کا طرزِ عمل بھی ہمارے لیے قابلِ حجت ہے۔ چنانچہ مذکورۂ بالا سنت نبویؐ

---

[1] شرح معانی الآثار: ۲/۳۲-۳۳　[2] فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۵/۱۵ مطبوعہ ریاض

[3] سنن ابوداؤد: ۲/۲۱۲

پر عمل کرنے کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کا جو طریقہ کار تھا اس کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں اس مقصد کے لیے متعدد عمّال (کارندے) مقرر کیے تھے۔

عن أنس بن مالك قال، بعثني عمر بن الخطاب وأبا موسى الأشعري الى العراق، فجعل أبا موسى على الصلوٰة وجعلني على الجباية وقال اذا بلغ مال المسلم مائتي درهم فخذ منها خمسة دراهم۔ وما زاد على المائتين فعنى كل أربعين درهماً درهماً۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے اور ابو موسیٰ اشعری کو عراق بھیجا۔ ابو موسیٰ کو تو آپ نے نماز (کی امامت) پر اور مجھے (زکوٰۃ کا) مال جمع کرنے پر مامور کیا۔ اور فرمایا کہ مسلمان کا مال جب دو سو درہم تک پہنچ جائے تو اس میں سے پانچ درہم لے لو۔ اور دو سو پر جو زائد ہو اس میں سے ہر چالیس درہم پر ایک درہم وصول کرو[1]

(۲) ایک دوسری روایت میں سونے کی زکوٰۃ کا بیان اس طرح مذکور ہے۔

عن أنس قال، ولّاني عمر بن الخطاب الصدقات، فأمرني أن آخذ من كل عشرين دينار نصف دينار۔

انس سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں زکوٰۃ پر عامل مقرر کیا اور حکم دیا کہ میں ہر بیس دینار میں سے نصف دینار وصول کروں۔ [2]

واضح رہے درہم چاندی کا اور دینار سونے کا ہوا کرتا تھا۔

(۳) امام محمدؒ نے انس بن مالکؓ سے ایک روایت اس طرح کی ہے۔

عن أنس بن مالك كان عمر يبعث أنساً مصدّقاً لأهل البصرة ...... أن خذ من أموال المسلمين ربع العشر، ومن أموال أهل الذمة اذا اختلفوا بها للتجارة نصف العشر، ومن أموال الحربي العشر [3]

انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ انس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے اہل بصرہ کے پاس بھیجا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے اموال سے چالیسواں، اہل ذمہ سے (جب کہ وہ تجارت کی غرض سے آئیں) بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ وصول کریں۔

---

[1] کتاب الاموال، ص ۲۲۷ [2] ایضاً

[3] کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ، محمد بن حسن شیبانی: ۱/۵۵۲، مطبوعہ لاہور

واضح رہے اس موقع پر "عاشر" (چنگی یا محصول وصول کرنے والے) کا بیان نہیں بلکہ مصدق یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے کا بیان ہو رہا ہے۔ نیز اس موقع پر "کان یبعث" کے الفاظ بھی اس حقیقت پر دلالت کر رہے ہیں کہ حضرت انسؓ بصرہ کو ایک عامل کی حیثیت سے جایا کرتے تھے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے تصریح کی ہے کہ مسلمانوں سے جو محصول وصول کیا جاتا تھا وہ (سال میں ایک مرتبہ) بطورِ زکوٰۃ ہوا کرتا تھا اور ذمیوں نیز حربیوں سے جو کچھ وصول کیا جاتا وہ بطور خراج ہوتا۔

وکل ما أُخذ من المسلمین من العشور، فسبیله سبیل الصدقة وسبیل ما یؤخذ من أهل الذمة جمیعاً وأهل الحرب سبیل الخراج [۱]

(۴) اسی طرح حضرت عمرؓ نے زیاد بن حدیر کو "عین تمر" (کوفے کے قریب ایک مقام) کے لیے عامل بنا کر زکوٰۃ وصول کرنے کی غرض سے بھیجا تھا۔ اور اس میں بھی وہی تفصیل مذکور ہے جو اوپر کی روایت میں ہے۔

عن زیاد بن حُدیر قال، بعثه عمر بن الخطاب مصدقاً الی عین التمر، فأمره أن یأخذ من المسلمین من أموالهم ربع العشر الخ [۲]

امام ابو یوسفؒ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں اسی قسم کا عشری نظام جاری کیا تھا۔ [۳] نیز امام موصوف، جو خلیفہ ہارون رشید کے دور میں سر قاضی تھے، خلافت عباسیہ میں بھی اسی قسم کا عشری نظام جاری کرنے کی سفارش کی تھی۔ [۴]

(۵) حضرت عمرؓ مال تجارت کی زکوٰۃ بذاتِ خود بھی وصول کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک حدیث اس طرح مروی ہے۔

عن عمرو بن حماس عن أبیه قال، مرّ بی عمر فقال یا حِماس أدِّ زکوٰة مالك فقلتُ مالی مالٌ الا جعابٌ وأُدمٌ۔ فقال قوّمها قیمةً ثم أدِّ زکاتها۔

عمرو بن حماس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا گزر میرے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے حماس اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کوئی مال نہیں ہے سوائے چند ترکشوں اور چند دباغت دی ہوئی کھالوں کے، تو آپ نے فرمایا کہ ان کی قیمت لگاؤ پھر ان کی زکوٰۃ ادا کرو [۵]

---

[۱] کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف، ص ۱۳۵، مطبوعہ مصر۔ [۲] کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ، ۱/ ۵۵۶

[۳] کتاب الخراج، ص ۱۴۷

[۴] ایضاً ص ۱۴۳ [۵] کتاب الأموال ص ۴۲۵

اس واقعہ کی مزید تفصیل بعض کتب حدیث کے حوالے سے امام بغویؒ نے اس طرح بیان کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حماس سے فرمایا کہ اس مال کو نیچے رکھو، تو میں نے اسے نیچے رکھ دیا۔ پھر آپ نے اس کا حساب کیا تو میں نے اس میں زکوٰۃ کو واجب پایا۔ لہٰذا آپ نے اس مال کی زکوٰۃ وصول کرلی۔ [1]

یہ احادیث و آثار اموال باطنہ میں اسلامی حکومت کی جانب سے بحق سرکار وصولی کے ثبوت کے لیے بہت کافی ہیں۔ لہٰذا ان نصوص و روایات سے ٹکرانے والی جو باتیں کہی جاتی ہیں وہ محل نظر ہیں۔

عُشر یا محصول کی وصولی

مویشی اور غلّوں کو اموال ظاہرہ اس بنا پر کہا جاتا ہے کیوں کہ ان کو لوگوں کی نظروں سے چھپانا ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس سونا، چاندی اور مالِ تجارت کو چھپانا اور پوشیدہ رکھنا ممکن ہے اس لیے انہیں اموال باطنہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ اموال باطنہ صرف اُسی وقت تک باطنہ کہلاتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے مقام پر یا گھروں میں پوشیدہ رہیں۔ اگر وہ اپنے مقام سے باہر میدان میں آجائیں تو پھر وہ باطنہ نہیں رہ سکتے۔ بلکہ اموال ظاہرہ میں شمار ہوں گے۔ لہٰذا سونا، چاندی اور مال تجارت جب ایک شہر سے دوسرے شہر کو منتقل کیے جائیں تو پھر ان کی زکوٰۃ بھی حکومت وصول کرے گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے مختلف شہروں کے راستوں میں چُنگی خانے یا محصول گھر قائم کرا دیئے تھے، جہاں پر ایک ناظم ہوا کرتا تھا۔ اور وہ اصطلاحی طور پر "عاشر" کہلاتا تھا، جس کے معنی "عشر" یعنی چُنگی یا محصول وصول کرنے والے کے ہیں۔ اور موجودہ دور میں ایسے محصول گھروں کو "ٹول گیٹ" کہتے ہیں۔

غرض ایسے مقامات پر مسلمانوں اور غیر مسلموں سے عُشر وصول کیا جاتا تھا اور جیسا کہ گذر چکا مسلمانوں سے لیا ہوا عُشر بطور زکوٰۃ ہوتا تھا، جس کی مدّت ایک سال ہوتی۔ یعنی کسی شخص سے ایک سال کے دوران مزید عشر وصول نہ کیا جاتا۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا فرمان اس طرح تھا۔

عن زیاد بن حُدیر قال، استعملنی عمر علی العشر، فأمرنی أن آخذ من تجار أھل الحرب العُشر، ومن تجار أھل الذمّۃ نصف العشر، ومن تجار المسلمین رُبع العشر

زیاد بن حُدیر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے عشر پر عامل بنا کر اور حکم دیا کہ میں حربی تاجروں سے دسواں حصہ ذمیوں سے بیسواں حصہ اور مسلمان تاجروں سے چالیسواں حصہ وصول کروں [2]

اس سلسلے میں فقہاء نے ایک ضابطہ یہ بیان کیا ہے کہ جس وقت مال باطن "ظاہر" بن جائے تو اس کی

---

[1] شرح السنۃ، ابو محمد حسین بغوی، ۶/۵۱ المکتب الاسلامی بیروت۔

[2] کتاب الأموال ص ۵۳۳

وجہ سے چونکہ اسے سرکاری حفاظت ضروری ہو جاتی ہے اس لیے سرکار (سلطان) کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے [1]

(۲) بہر حال یہ ضابطہ بعد والوں کے لیے ایک محکم قانون بن گیا اور اسلامی حکومت میں ہر جگہ اس پر عمل کیا جانے لگا۔ خاص کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ کے دور میں اس قانون پر عمل ہوا۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ کا فرمان جو عاملین کے لیے تھا، اس طرح تھا۔

أن لاتأخذوا من أرباح التجار شيئاً حتّى يحول عليها الحول :

تاجروں کے منافع سے کچھ مت لو، جب تک کہ ان پر ایک سال نہ گزر جائے۔ [2]

مطلب یہ کہ سال بھر تاجروں کے اموال میں جو منافع ہوتا رہتا ہے اُس منافع پر زکوٰۃ کی وصولی ایک سال گزرنا ضروری ہے۔

خلفائے راشدین کا ایک اور نمونہ

زکوٰۃ کے نظم اجتماعی کے سلسلے میں مذکورہ بالا ضوابط کے علاوہ خلفائے راشدین کے دور میں ہمیں ایک اور اُسوہ و نمونہ بھی ملتا ہے جو بڑا اہم ہے۔ وہ یہ کہ اسلامی بیت المال سے جن حضرات کا وظیفہ مقرر تھا اُن کے لیے لازم تھا کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ بیت المال کو ادا کریں۔ اور ایسے لوگوں پر زکوٰۃ واجب ہونے کی صورت میں اُن کی زکوٰۃ وظیفہ کی رقم سے کاٹ لی جاتی تھی۔ چنانچہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے بارے میں اس طرح مروی ہے۔

أمّا أبوبكر نكان اذا أراد أن يعطى الرجل عطاء لاسألهُ هل عنده مال قد حلّت فيه الزكاةُ ؟ فان أخبره أن عنده مالاً قد حلّت فيه الزكوٰة، تاصّه مما يريد أن يعطيه ۔ وإن أخبره أن ليس عنده مال تدحلّت فيه الزكوٰة سلّم اليه عطاءَه

حضرت ابوبکر رضؓ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ جب کسی کو وظیفہ دینا چاہتے تو اُس سے دریافت کرتے کہ کیا اُس کے پاس (پہلے سے) کچھ مال موجود ہے جس پر زکوٰۃ نکلتی ہو؟ اگر وہ کہتا کہ ہاں ایسا مال موجود ہے تو آپ اس کے وظیفے میں سے اتنی رقم کاٹ لیتے۔ اگر وہ بتاتا کہ اُس کے پاس ایسا کوئی مال موجود نہیں ہے جو زکوٰۃ کے قابل ہو تو آپ اُس کا وظیفہ اُس کے حوالے کر دیتے۔ [3]

(۲) اور حضرت عمر رضؓ کے بارے میں اُسوہ اس طرح مذکور ہے۔

---

[1] دیکھئے بدائع الصنائع : ۲/ ۳۶ ، نیز عنایہ شرح ہدایہ برحاشیہ فتح القدیر : ۲/ ۱۷۱، کوئٹہ۔

[2] کتاب الاموال ص ۴۱۷ [3] ایضاً ص ۴۱۱

انہ اذا اخرج العطاء اُخذ الزکاۃ من شاھد المال عن الغائب والشاھد

حضرت عمرؓ جب کسی کا وظیفہ نکالتے تو اُس وظیفے میں سے موجود اور غیر موجود مال دونوں کی زکوٰۃ لے لیا کرتے تھے۔ [1]

یعنی آپ خود وظیفے کی بھی زکوٰۃ لے لیتے اور وظیفے کے علاوہ صاحبِ وظیفہ کے پاس جو مال پہلے سے موجود ہوتا اُس کی بھی زکوٰۃ وصول کر لیا کرتے تھے۔

(۳) تیسرے خلیفے حضرت عثمان عفانؓ کا طرزِ عمل بھی اسی طرح تھا۔ چنانچہ قدامہ بن مظعون کا بیان ہے کہ حضرت عثمان (میرے والد کا) وظیفہ نکالتے تو میرے والد کے پاس پیغام بھیجتے کہ اگر تمہارے پاس قابلِ زکوٰۃ مال موجود ہو تو ہم اس کا حساب تمہارے وظیفے میں سے کر لیں گے۔

ان کان عندک مال قد وجبت فیہ الزکاۃ حاسبناک بہ من عطائک [2]

(۴) حضرت ابن مسعودؓ، جو بیت المال کے ناظم تھے، وہ بھی لوگوں کو وظائف دیتے وقت زکوٰۃ کی رقم وصول کر لیا کرتے تھے:

کان عبد اللہ بن مسعود تُعطینا العطاء فی زُبُلٍ صغارٍ ثم یأخذ منہ الزکاۃ۔ [3]

(زُبُلٌ صِغار: یعنی چھوٹے برتن یا ٹوکریاں)

---

[1] کتاب الاموال، ص ۴۳۰ [2] ایضاً، ص ۴۱۲ [3] ایضاً، ص ۴۱۲
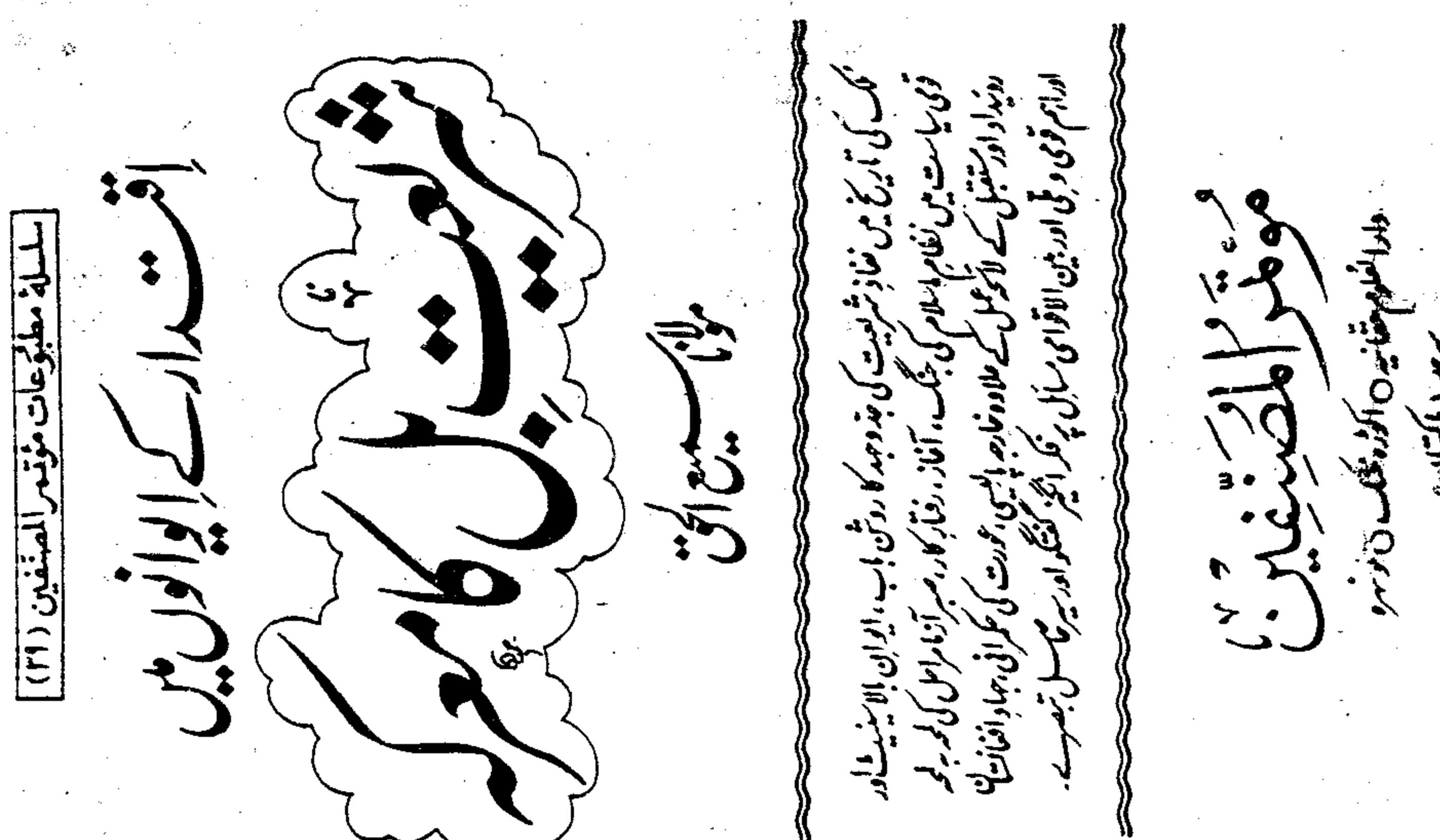
حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ
سابق سینیٹر و سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

کیا تمام عالم اسلام ایک طاغوتی نظام سے وابستہ ہے؟

التزام جماعت کے اطلاق میں لغزش پر عالمانہ تعاقب

ع مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس

مولانا گوہر الرحمان سابق ایم این اے ایک جانی پہچانی علمی شخصیت ہیں پاکستان کی ایک اہم منظم جماعت سے انسلاک نے انہیں سیاسی مسائل اور حالات پر بھی نظر رکھنے کا موقعہ عطا کیا مجھے ان کی تقریر سننے کا تو بارہا اتفاق ہوا لیکن ان کی تحریر پڑھنے کا موقعہ بہت کم ملا۔ ابھی ماہنامہ فاران کراچی جلد ۲ شمارہ ۸ بابت جون ۱۹۹۵ء میں ان کا ایک مضمون "التزام جماعت" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد علیکم بالجماعۃ والسمع والطاعۃ (رواہ الترمذی) کی تشریح اکابرین امت کی تحقیق کی روشنی میں کرنی بتلائی گئی ہے۔ جس کا داعیہ ماہنامہ اشراق بابت مارچ ۱۹۹۵ء کے ایک اقتباس سے پیدا شدہ الجھن کا ازالہ یا غلط تشریح کی تصحیح ہے۔

> "کہ شریعت کی رو سے تو کفر بواح کی مرتکب حکومت بھی اس وقت تک الجماعۃ کی تعریف میں آتی ہے جب تک عامۃ الناس کا اعتماد اسے حاصل ہو، اور مسلمان رعایا اس پر مجتمع ہو اس کی اطاعت سے علیحدگی اور تخلف ممنوع ہے۔"

مولانا نے اپنے مضمون کے آٹھ جلی عنوانات اور پھر ان کے کچھ ذیلی عنوانات قائم کر کے اس الجھن یا غلط فہمی کے ازالہ کی پوری کوشش کی۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ ماہنامہ اشراق کے مضمون نگار اور ان کے ہم نواؤں کی الجھن رفع ہوئی یا نہیں اور مولانا اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہوئے اور یہ کہ انہوں نے مولانا کی پیشگی معذرت

ع بیا کہ من بسپر انداختم اگر جنگ است

قبول کر لی ہے یا نہیں۔ لیکن مولانا کے مضمون کے خلاصہ سے جو سنگین سیاسی اور غیر واقعی الجھن پیدا ہو گئی ہے اس کی وضاحت کا مطالبہ اہل اسلام کا حق ہے۔ مولانا نے مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اصل

بحث سے پہلے آٹھ جلی عنوانات کے علاوہ دوسرے ذیلی عنوانات بھی قائم کیے ہیں جن میں اقامت دین کی تفصیل، اسلامی حکومت کی تعریف، فرائض منصبی، اس کی اطاعت کے حدود اسی مناسبت سے طاغوتی حکومت کی تعریف اور ایک مسلمان کی اس سے رواداری، وفاداری اور بغاوت کے حدود بیان کیے ہیں تاہم اصل مقصودی عنوان صرف دو[۲] ہیں ۳ اور ۴ نمبر جن کا عنوان ہے "امت مسلمہ کی نمائندہ حکومت کا مقصد اقامت دین ہے" اس کے بعد مولانا نے اقامت دین کی تعریف میں دو دلائل دیئے ہیں۔

پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت سورۃ الحج۔

الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر قوت واقتدار دیں ہم ان کو زمین میں تو وہ قائم کریں گے نماز زکوٰۃ دیں گے بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے الخ

دوسری دلیل: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے جو خلافت کی تعریف اور اس کے فرائض منصبی بیان کیے ہیں۔

ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیہ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجھاد ومایتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطاءھم من الفیٔ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنھی عن المنکر نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازالۃ الخفاء

ترجمہ: خلافت وہ عمومی ریاست ہے جو اقامت دین کے لیے عملاً متوجہ رہتی ہو اور دین کو قائم رکھنے کے لیے (۱) دینی علوم کی اشاعت اور احیاء کا فرض انجام دیتی ہو (۲) ارکان اسلام نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کو قائم رکھتی ہو (۳) جہاد اور اس سے متعلقہ امور کے لیے کمربستہ اور تیار رہتی ہو مثلاً فوجوں کو منظم رکھنا ان کو تنخواہیں دینا اور مال فئی میں سے ان کی اعانت کرنا (۴) عدالتی نظام قائم رکھتی ہو (۵) شرعی سزائیں قائم کرتی ہو (۶) مظالم کا خاتمہ کرتی ہو (۷) نیکی کا حکم دیتی ہو (۸) برائی سے روکتی ہو اور یہ سارے فرائض وہ ریاست نبی علیہ السلام کی نیابت کے طور پر انجام دیتی ہو . . . . . .

شاہ صاحب رح آگے فرماتے ہیں کہ مذکورہ سارے فرائض اصل میں فرائض نبوت ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے بڑے احسن اور اکمل طریقے سے انجام دیئے تھے لیکن آپ کے انتقال کے بعد بھی اقامت دین مذکورہ تفصیل کے ساتھ واجب ہے اور اقامت دین موقوف ہے ایسے شخص کے تقرر پر جو اس کام کا اہتمام اور انتظام کرے بس یہی شخص خلیفہ اور امیر ہوتا ہے۔ ازالۃ الخفاء۔

اس کے بعد مولانا نے سورۃ نور کی آیت ۵۵ جس کو آیت خلافت کہا جاتا ہے اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خلافت یعنی اسلامی حکومت اللہ کی نعمت ہے جس کے ذریعہ دین اسلام کو تمکن اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے۔ امن و امان قائم ہوتا ہے اور اندرونی و بیرونی دشمنوں کے حملوں کا خوف و خطرہ باقی نہیں رہتا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس خلافت کے نظام میں لوگ اللہ ہی کی بندگی کرتے ہیں اور مشرکانہ نظام ختم ہو جاتا ہے۔ یہی خلافت اور اسلامی حکومت الجماعۃ ہے جو اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کی اطاعت و وفاداری اور جس کا التزام دین کا حکم ہے جس سے الگ ہونا جاہلیت ہے اور اسلام کا قلادہ گردن سے اتارنا ہے۔ اقامت دین کی تعریف کے بعد۔

عنوان ۴ ہے الجماعۃ سے مراد وہ حکومت ہے جو اقامت دین کا فرض انجام دیتی ہو مذکورہ عنوانات کے تحت جو بحث کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ امت مسلمہ کا مقصد وجود بھی اقامت دین ہے اور اس امت کی معتمد و منتخب حکومت کا مقصد وجود بھی اقامت دین ہے اس بحث سے یہ بات بھی از خود۔ ایک منطقی نتیجے کے طور پر سامنے آگئی ہے کہ الجماعۃ سے مراد مطلقاً کوئی حکومت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ حکومت ہے جو اقامت دین کا فرض انجام دیتی ہو اور التزام جماعت کا صحیح مفہوم اور اس کی معیاری اور اصل مطلوب شرعی شکل اسلامی حکومت کی اطاعت کرنا ہے لیکن اگر اسلامی حکومت موجود ہی نہ ہو تو پھر اس کے لیے منظم اور اجتماعی جدوجہد کرنا ایک دینی فریضہ ہے اور جو جماعتیں اسلامی حکومت برائے اقامت دین کے لیے دین و شریعت اور سنت رسول و سنت اصحاب رسول ﷺ کے اصول و ہدایت کے مطابق کام کر رہی ہوں ان میں سے جس پر زیادہ اعتماد ہو اس میں شمولیت اختیار کرنا اور اس کے نظام کا التزام کرنا اور اس کے نظم کا التزام کرنا جدوجہد برائے غلبۂ دین و اقامت دین کا لازمی تقاضا ہے، مولانا نے اپنے اس طویل مضمون کا خلاصہ آخر میں یہ دیا ہے۔

آج پورے عالم اسلام اور ہمارے ملک پاکستان میں بھی الجماعۃ یعنی اقامت دین کا فرض انجام دینے والی اسلامی حکومت موجود نہیں بلکہ ایسی حکومتیں قائم ہیں جو عملاً لادین سیاست کے اصول پر کام کر رہی ہیں تو کیا اس نظام کو بدلنے اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا امت مسلمہ پر فرض

ہے یا نہیں اگر فرض نہیں ہے تو پھر طاغوت سے انکار نہی عن المنکر اور جہاد سے متعلق آیات کا مفہوم کیا ہے اور اگر فرض ہے اور یقیناً فرض ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو ایک اجتماعی نظام کو مٹانے اور اس کی جگہ اسلام کا اجتماعی نظام لانے کے لیے اجتماعی جدوجہد کا نظام قائم کرنا ضروری ہے الخ مولانا کے اس خلاصہ سے کہ آج پورے عالم اسلام ۔۔۔۔۔ میں بھی الجماعۃ یعنی اقامت دین کا فرض انجام دینے والی اسلامی حکومت موجود نہیں رگویا سب طاغوتی نظام ہیں ان کے مٹانے کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنا فرض ہے ــــ مولانا جیسے جہاں دیدہ شخصیت سے اس قسم کے غیر محتاط الفاظ کی توقع ہرگز نہیں تھی ۔ اگر مذکورہ تحریر کی نسبت مولانا کی طرف نہ ہوتی تو آسانی سے کہا جاسکتا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ ہے ــــ مولانا نے پورے عالم اسلام کی طرف طاغوتی نظام کی نسبت کر کے اسلام اور عالم اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی سارے عالم اسلام میں دنیا بھر کے ایک ارب مسلمان آبادی کے روحانی ایمانی سیاسی مرکز حجاز مقدس بھی شامل ہے جو مولانا کے بیان کردہ اقامت دین کے حدود اربعہ کے مطابق فریضہ انجام دے رہا ہے جس کی تفصیل آگے عرض کر رہا ہوں ، ان الفاظ سے جہاں ایک جانب اسلامی دنیا کی دل آزاری اور حوصلہ شکنی ہوئی ۔

دوسری جانب بجا طور پر صنادید کفر بڑے طاغوتی طاقتوں کی حوصلہ افزائی اور دل جمعی ہوئی مولانا سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ روس جیسی جابر قوت کو دور مار میزائیل اور جدید ایٹمی اسلحہ تحفظ فراہم نہ کر سکے جس کا متبادل امریکہ کو نیو ورلڈ آرڈر مرتب کرنا پڑا جس کا حاصل یہ ہے کہ اسلامی دنیا میں اصلاح کے نام پر آپس میں بے اعتمادی اختلافات ، لڑائی اور جھگڑے پیدا کیے جائیں جس کی مار امریکہ، فرانس ، برطانیہ کے سریع الحرکت فوج سے زیادہ تباہ کن موثر اور کارگر ہوگی ۔ مولانا نے اقامت دین کی تفصیل میں سورۃ حج کی آیت کریمہ ۔ الذین ان مکنٰھم فی الارض الخ میں مسلمان حکمرانوں کے چار نکاتی پروگرام نماز ، زکوٰۃ نیکی کا حکم ۔ اور برائی سے روکنے کا فریضہ بتایا ہے ، اس کے بعد امام انقلاب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خلافت کی تعریف ۔ ازالۃ الخفاء کی عبارت نقل کی ہے ۔

ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجھاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش الخ

جس میں خلافت علی منہاج النبوت اور صحیح اسلامی حکومت کے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں کے لیے آٹھ بنیادی شعبہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ کہ یہ سارے فرائض یہ ریاست نبی علیہ السلام کے نیابت کے طور پر انجام دیتی ہو ۔ اس وقت میں مولانا کی بیان کردہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے صحیح

اسلامی حکومت کی تعریف کی روشنی میں موجودہ سعودی حکومت کے نظام مملکت کا خاکہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس پر ہر سال کے لاکھوں عمرہ کرنے والے، زائرین اور حجاج کرام کی عینی اور علمی شہادتیں دلیل قطعی کی حیثیت رکھتی ہیں اس کے بعد مولانا خود ہی اپنے مفصل مضمون اور اس کے خلاصہ کے ان الفاظ کہ آج پورے عالم اسلام میں بھی الجماعۃ یعنی اقامت دین کا فرض انجام دینے والی اسلامی حکومت موجود نہیں۔ تضاد پر غور فرما دیں۔

ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

۱۔ سعودی مملکت کا دستور قرآن کریم ہے۔

۲۔ ریاست کا اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ یعنی امیر مملکت سے لے کر ایک سپاہی تک ہر فرد خادم الحرمین کے لقب پر فخر کرتا ہے شاہ ولی اللہؒ کے حوالہ سے مولانا کے بیان کردہ اقامت دین کے حدود اربعہ کے مطابق ہر وقت اور ہمہ تن اقامت دین کے لیے متوجہ رہتا ہے۔

۳۔ حرمین شریفین کو زائرین طائفین عاکفین راکعین اور ساجدین کے لیے ہر وقت پاک صاف ستھرا رکھنا ہے

۴۔ ارکان اسلام۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو قائم رکھنے کے لیے باقاعدہ مستقل محکمہ جات کا قیام۔

۵۔ علوم دینیہ کی ابتداء سے کر انتہاء یعنی اعلیٰ تعلیم تک مفت انتظام رائج ہے۔

۶۔ مظلوموں کی حق رسی کے لیے مفت عدالتی نظام۔

۷۔ حدود اور دوسرے جرائم کے لیے شرعی سزاؤں کا اجراء۔

۸۔ ملک بھر میں امن و امان۔ جان مال عزت کی حفاظت کا ساری دنیا کے لیے قابل رشک انتظام۔

۹۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا مستقل محکمہ مغربی ممالک کے میڈیا کے ذریعہ پھیلانے کی فحاشی کا حتی الوسع انسداد کی کوشش کرنا۔

۱۰۔ ملک کے تحفظ کے لیے باقاعدہ باتنخواہ حتی الوسع جدید اسلحہ سے مسلم فوج کا قیام۔

۱۱۔ باشندگان ملک کے روزگار۔ رہائش اور باعزت زندگی کا انتظام اور اہتمام۔

۱۲۔ ذرائع آمد و رفت صحت عامہ وغیرہ دوسرے ضروریات زندگی کا مکمل اہتمام۔

عالمی سطح کی خدمات۔

۱۔ قرآن کریم کے چار کروڑ نسخے دنیا بھر کے مسلمانوں میں مفت تقسیم ہو چکے ہیں اور مزید اشاعت جاری ہے

۲۔ قرآن کریم کی تفاسیر۔ حدیث نبوی علیہ السلام کے مستند کتب کی مفت تقسیم۔

۳۔ پس ماندہ غریب مسلم ممالک اور غیر مسلم ممالک کے مسلمان اقلیتوں کے لیے عالی شان مساجد اور ان کے ساتھ اسلامی دار المطالعوں کی وسیع پیمانے پر تعمیر۔

۴۔ نو آزاد مسلم ممالک میں شعبہ تبلیغ ائمہ مساجد اور دینی تعلیم کا اہتمام سعودی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

۵۔ عالم اسلام کو باہمی مربوط بنانے کے لیے۔ رابطہ عالم اسلامی، اسلامی ممالک کے سربراہوں کی مسلم کانفرنس تنظیم مؤتمر عالم اسلامی کے قیام کا اہتمام۔

۶۔ مجاہدین افغانستان کی ہمہ جہتی بے مثال امداد۔

۷۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں مجاہدین اسلام کی مالی اخلاقی سیاسی اور سفارتی بے لوث خدمت امداد اور تعاون۔

۸۔ عالم اسلام کی سماوی ارضی یا کسی قسم کی تکلیف کو سعودی عرب نے جسد واحدہ کی طرح اپنی تکلیف محسوس کیا اور کسی قسم کی امداد دینے سے دریغ نہیں کیا۔

مولانا نے اپنے مضمون میں صحیح اسلامی حکومت کا جو نقشہ سورۃ حج، سورۃ نور، اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی خلافت کی تعریف کے حوالہ سے پیش کیا ہے۔ اس مختصر خاکہ نے واضح کر دیا ہے کہ موجودہ وقت میں سعودی ریاست ہی وہ خطہ ہے جس میں حکومتی سطح پر شعائر اسلام کی تعظیم۔ ارکان اسلام کی اقامت مظلوم کی صحیح حق رسی۔ حدود شرعیہ کا اجراء منظم عدالتی نظام، باقاعدہ باتنخواہ فوج اسلام کی سربلندی اور دفاع مجاہدین اسلام اور بے سہارا آفت زدہ مسلمانوں کی امداد علوم دینیہ کی مکمل تعلیم نو آزاد مسلم ممالک کے استحکام، وہاں دین کی تبلیغ تعلیم مساجد کی تعمیر وغیرہ میں سے کوئی ایسا شعبہ اور گوشہ نہیں جس میں سعودی حکومت نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہو جس کی بناء پر اسے صحیح طور پر اسلام عالم اسلام کی ایمانی روحانی اور سیاسی مرکزیت کا شرف حاصل ہے اور یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا کہ اسلام نے ہر مسلمان پر اسی جیسے اوصاف کی متحمل حکومت کی وفاداری اور اطاعت کا فرض عائد کیا ہے اور اس کی اطاعت سے روگردانی پر فکانما خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (رواہ ترمذی) کی وعید صادر کی ہے ہر واقف کار کیلئے یہ کوئی راز نہیں کہ مغربی ممالک کو صرف اسی ہی مرکز اسلام سے خطرہ لاحق ہے ان کے تمام ذرائع ابلاغ اسی مثالی نظام کو ختم کرنے کیلئے ملت واحدہ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر جمہوریت سیاسی حقوق مغرب کے نام نہاد انسانی بنیادی اور قانونی حقوق اور نہ جانے کس کس نام سے سازشیں برپا کی جا رہی ہیں تاکہ مرکز اسلام کو مسلمانوں کی عقیدت اعتماد اور احترام سے محروم کیا جائے اور دوسری جانب دنیا کی سب سے بڑی اور عظیم اکثریت والی۔ مسلم آبادی جس کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے کو مرکز سے محروم کیا جائے۔ جو دور مار میزائیل ایٹمی اسلحہ۔ سریع الحرکت افواج سے زیادہ مہلک اور کارگر حربہ ہے، بہر حال یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس وقت سعودی عرب کی حکومت ہی دنیا بھر کے ایک ارب بے سہارا غیر منظم نادار مسلمانوں کا سہارا ہے اور باطل کے مقابلے میں اسلام کی آخری تلوار ہے اسے کمزور کرنا بے سہارا مسلمانوں کا گلا گھونٹنے اور اسلام کی تلوار توڑنے کے مترادف ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بدبختی اور اپنے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اہم یہ نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں
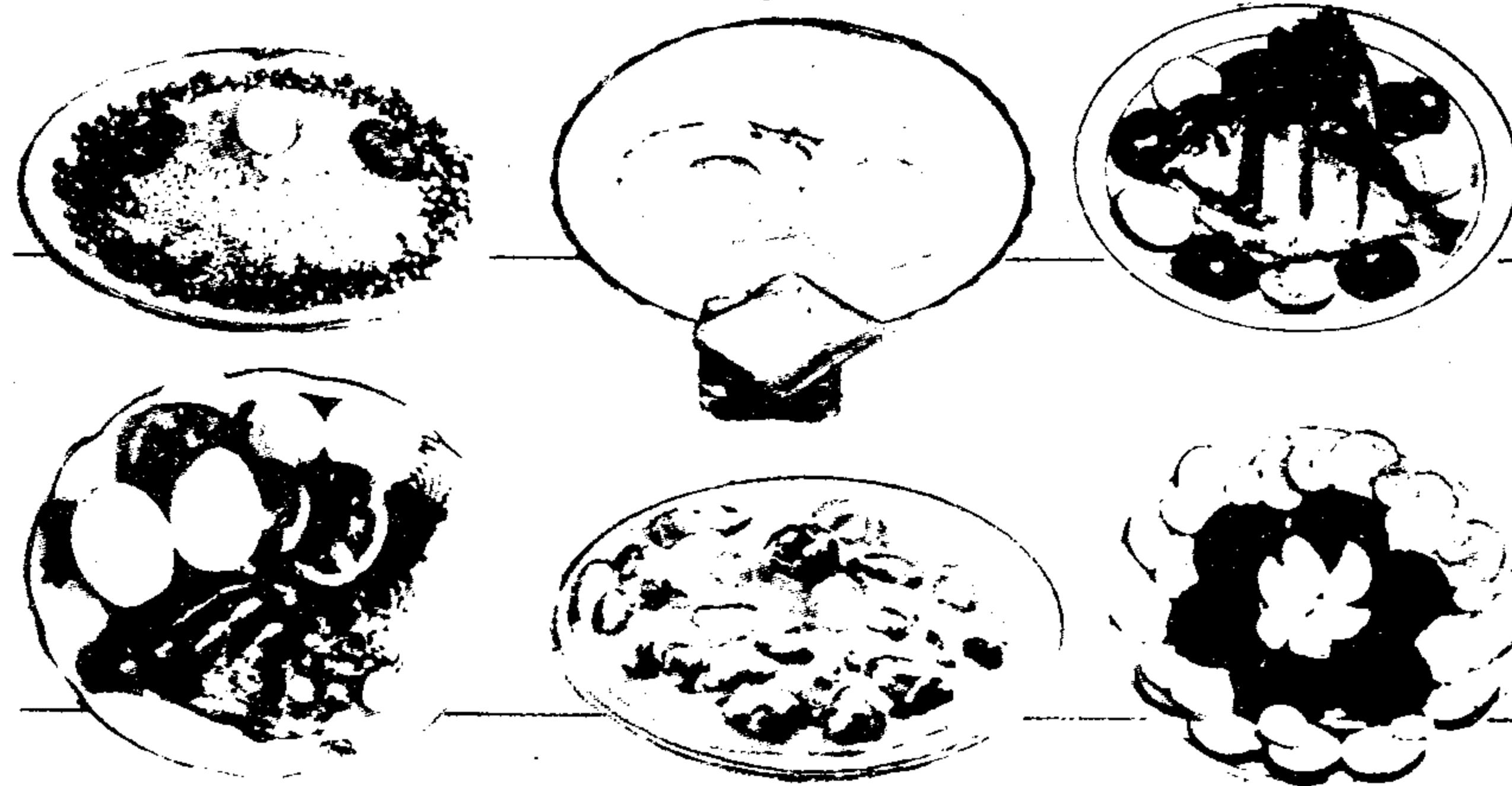
بلکہ اہم یہ ہے کہ

آپ کتنا ہضم کرتے ہیں
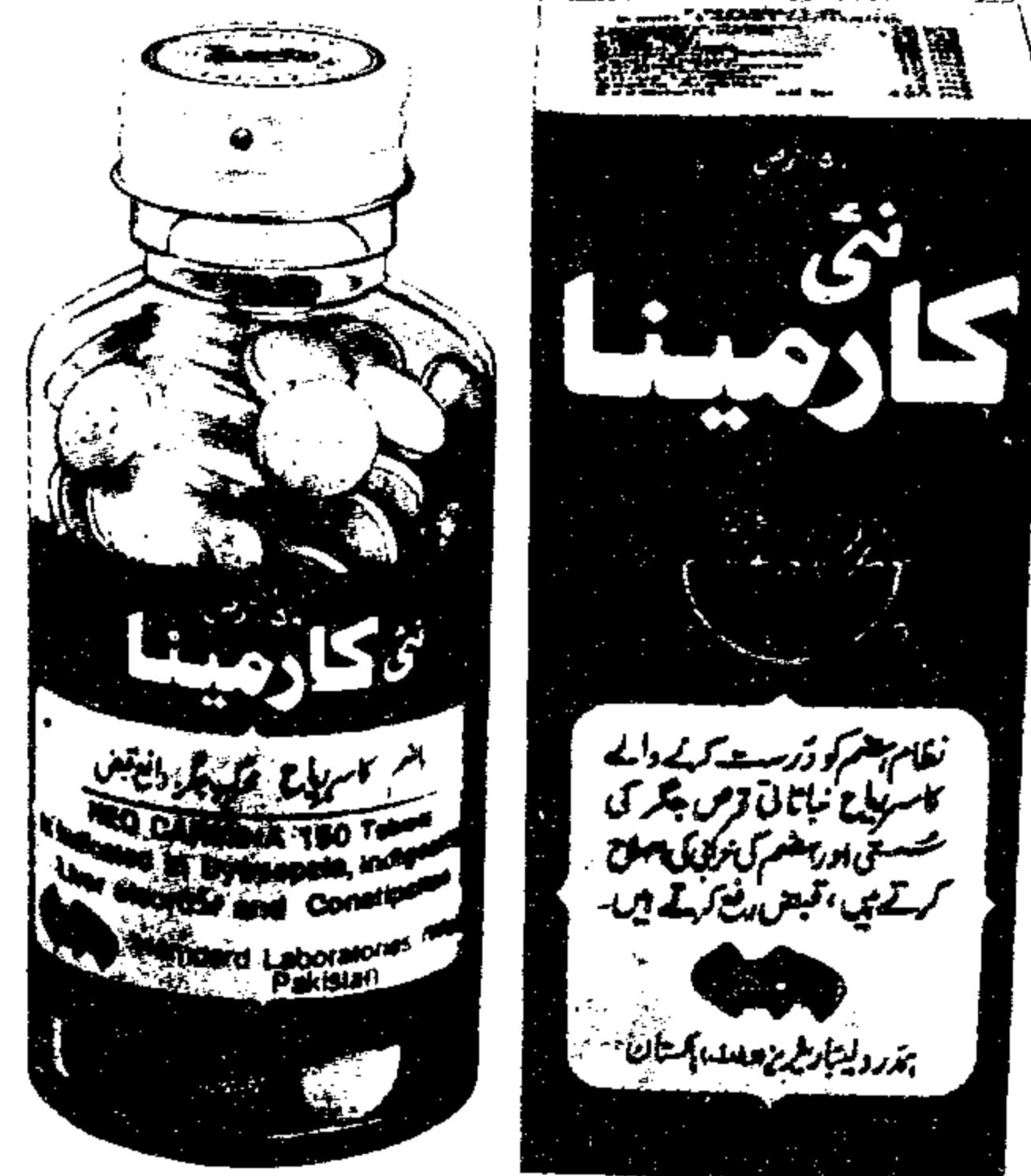
زندہ رہنے کے لیے غذا بنیادی ضرورت سہی لیکن اس سے زیادہ
اہم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کھاتے ہیں کیا وہ صحیح طور پر ہضم ہو کر جزو بدن بھی
ہوتا ہے؟ صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کا نظام ہضم درست رہے۔
کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ زود ہضم اور سادہ غذا کھائیے۔
وقت بے وقت کھانے پینے اور پُرخوری سے پرہیز کیجیے۔ اور اگر ہاضمہ خراب
ہو جائے تو اس کی اصلاح کے لیے فوری نئی کارمینا استعمال کیجیے۔
ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور
یکساں مفید ہے۔

خوش ذائقہ نئی کارمینا

معدے کو تقویت دے کر نظام ہضم کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔

مدینۃ الحکمہ تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد
خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی
تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

Adarts-HMD/CAR-13/95

مچھروں سے مکمل نجات حاصل کیجئے
ویپ
ماسکیٹو میٹ
Vape mat
FUMAKILLA
FUMAKILLA
Vape mat f
ELECTRONIC
MOSQUITO
DESTROYER

جناب محمد الیاس خان

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیلئے عیسائی مشنریوں کا عالمی تبلیغی پروگرام

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے دس نکاتی فارمولا (۲) جو ایک نو عیسائی (سابق مسلمان) ڈاکٹر تو کون بورح آدمی نے ۱۹۸۷ء میں پیش کیا، کچھ یوں ہے۔

۱۔ لفظ خدا (God) کو استعمال کریں۔ مسلمان مقدس الہامی کتابوں کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ تورات، انجیل اور قرآن سب ان کے لیے مقدس ہیں۔ مسلمانوں کے ان جذبات سے فائدہ اٹھائیں اور انجیلی تعلیمات پیش کریں۔

۲۔ متواتر عبادت اور دعا میں مشغول رہیں۔ زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہوئے کلام الٰہی کو (انجیل) پیش کریں۔

۳۔ حقیقی دوست بننے کی کوشش کریں۔ صرف "ہیلو" کہنا کافی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اپنے گھروں پر مدعو کریں۔ انہیں وقت دیں اور ان کی مشکلات حل کرنے کی عملی کوششیں کریں۔

۴۔ قوت تخیل کو بیدار کرنے والے سوالات کریں۔ مسلمانوں سے پوچھیں کہ کیا وہ حقیقتاً جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ان سے پوچھیں کہ کیا انہیں یقین ہے کہ خدا انہیں مسلمان کی حیثیت سے قبول کرلے گا؟ ان سے معافی اور بخشش کے بارے میں قرآنی نظریہ دریافت کرنے کے بعد ان سے درخواست کریں کہ آپ ان کے سامنے بخشش اور معافی سے متعلق بائبل کی تعلیمات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

۵۔ پورے انہماک سے مسلمانوں کی باتوں کو سنیں۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس طرح آپ مسلمانوں (کی کمزوریوں سے متعلق کتنا کچھ) جان لیں گے۔

۶۔ اپنا عقیدہ صاف طور پر اور غیر معذرت خواہانہ انداز میں پیش کریں۔ کتاب مقدس سے اپنے عقیدہ کے لیے شواہد پیش کریں اور یوں مسیحی عقائد کی صحت و درستگی کی بنیاد کلام الٰہی پر رکھیں جس کی مسلمان بہت عزت و توقیر کرتے ہیں۔

۷۔ بحث و مباحثہ اور تکرار سے احتراز کریں۔ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہے۔ بحث مباحثہ سے مخاطب یک دم آپ سے متنفر ہو سکتا ہے اور یوں ایک کھلا ذہن بند ہو سکتا ہے۔

۸۔ قرآن مجید اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کے کبھی بھی مرتکب نہ ہوں۔ یہ مسلمانوں کے نزدیک ایسا ہی جرم ہے جس طرح ہم عیسائیوں کے لیے مسیح اور بائبل کی توہین جرم ہے۔

۹۔ مسلمانوں کی اقدار اور ان سے متعلق ان کی حساسیت کے بھرپور احترام کا اظہار کریں۔ مسلمانوں کے

سامنے بائبل کو فرش پر مت رکھیں، جنس مخالف سے آزادانہ میل جول سے احتراز کریں۔ مہمانداری کی پیشکش کو رد نہ کریں۔ مسلمانوں کی عبادتوں، روزہ نماز وغیرہ کا مذاق اڑانے سے مکمل پرہیز کریں۔

۱۰۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ بائبل کی تعلیمات پیش کرنے کے بعد مسلمانوں کو فکری کشمکش سے دوچار کرنے کے بعد انہیں سوچنے اور بار بار سوچنے کا موقع فراہم کریں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ کلام الٰہی اپنا کام مناسب اور بہترین وقت پر انجام دے گا۔

عیسائیت کی تبلیغ کا ہدف بنائے جانے والے مسلمان معاشروں کے ساتھ ثقافتی مماثلت کو مسیحی تبشیری مشنوں کی طرف سے بہت زیادہ اہمیت دی جارہی ہے اور اس وقت مشنری اداروں کی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ متعلقہ مسلمان علاقوں میں ایسے مشنریوں کو بھیجا جائے جو وہاں کی زبان اور ثقافت کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں تاکہ مقامی آبادی میں ان مشنریوں کی بیگانگی کے تاثر کو زائل کیا جاسکے اور انہیں عیسائیت قبول کرنے کے بہتر مواقع فراہم کئے جائیں۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ مسلمان علاقوں میں مقامی چرچوں کو خالصتاً مقامی طور طریقوں کو اپنانا ہوگا، کیوں کہ صرف اسی راہ سے خدا کے ساتھ تعلق کی مقدس علامت اور کلی نجات کے داعی کے طور پر مقامی چرچ غیر عیسائی دنیا تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں اور اسے سمجھ سکتے ہیں۔

جنوبی افریقہ کے مسلمان مناظر احمد دیدات اور پادری انیس شروش کے درمیان مناظروں کے حوالے سے ''کاربنگی یارشدی'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے ایک مضمون میں ایک مشنری مضمون نگار نے مناظروں اور مباحثوں کے ذریعہ مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے تجربہ کو یکسر ناکام قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔

''اس حکمت عملی میں ثمرات کے امکانات موجود ہیں لیکن زیادہ تر یہ ایک منفی تجربہ ثابت ہوا ہے ایسے موقع پر مسلمان دوسرے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور ان کی تعداد موقع پر موجود عیسائیوں سے بہت زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اس طرح کے مباحثوں کو باکسنگ میچ کی طرح لیا جاتا ہے اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ کون جیتتا ہے۔ کچھ مباحثوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ مسلمانوں نے انہیں ویڈیو ٹیپوں پر اتارا اور پھر اپنے نقطہ نظر سے انہیں مرتب کر کے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کے لیے ایک ذریعے کے طور پر دنیا بھر کے مسلم حلقوں میں پھیلا دیا۔ مضمون نگار کہتا ہے کہ ''اسلام کے عقائد پر حملہ کئے بغیر عیسائیت کی مثبت تعلیمات (منفی نہیں) اجاگر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے مخالفانہ حملوں سے میرا خیال نہیں ہے کہ کچھ حاصل کیا جاسکے۔''

وسطی ایشیا میں مسیحی تبشیری سرگرمیاں

سوویت یونین کے زوال سے بھی بہت پہلے سے صدر گورباچوف کے گلاسناسٹ اور پیروسٹرائیکا اصلاحات کے نتیجے میں نمودار ہونے والی نسبتاً مذہبی رواداری کے ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، مسیحی مشنریوں نے سابق سوویت یونین کے

علاقوں کو اپنی سرگرمیوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۸۷ء میں "لتھرانا ورلڈ انفارمیشن" کی ایک رپورٹ کے مطابق، مغربی جرمنی میں چھپوائے گئے روسی زبان میں بائبل کے دس ہزار نسخے سابق سوویت یونین بھجوائے گئے۔ بائبل کے روسی زبان کے یہ نسخے یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی نے سابق سوویت یونین کے "آل یونین کونسل آف یونجلیکل کرسٹین بپٹسٹس" کے نام روانہ کئے، جسے سرکاری طور پر ان نسخوں کی درآمد کا لائسنس دیا گیا تھا۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی نے روسی زبان کے بائبل کے ان نسخوں کے علاوہ اجتماعی عبادت کے دوران میں گائے جانے والے روسی زبان کے دس ہزار گانوں اور ۱۵ جلدوں پر مشتمل عہد نامہ جدید کی تفسیر کے پانچ ہزار سیٹ بھی سابق سوویت یونین کی آل یونین کونسل آف ایونجلیکل کرسٹین بپٹسٹس کے نام تبلیغی اغراض کے لیے روانہ کئے۔

دوسری طرف ۱۹۸۷ء ہی میں حکومت کی طرف سے روسی آرتھوڈکس چرچ کو ۱۹۸۸ء میں چرچ کی ہزار ویں برسی منانے کے موقعہ کی مناسبت سے روسی زبان میں بائبل کے ایک لاکھ نسخے چھاپنے کی اجازت دی گئی۔

اس سے اگلے سال ۱۹۸۸ء میں یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز کو سوویت یونین کی مذکورہ تبشیری تنظیم کو بائبل کے روسی زبان کے ۹۸ ہزار نسخے اور یوکرینی زبان کے دو ہزار نسخے بھیجنے کی اجازت دی گئی۔

اس سے اگلے سال ۱۹۸۸ء میں یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز کو سوویت یونین کی مذکورہ تبشیری تنظیم کو بائبل کے روسی زبان کے ۹۸ ہزار نسخے اور یوکرینی زبان کے دو ہزار نسخے بھیجنے کی اجازت دی گئی۔

۱۹۸۸ء کے اختتام تک یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز کی طرف سے جو عیسائی مشنری لٹریچر سابق سوویت یونین بھجوایا گیا اس کی تفصیل جریدے PULSE کے مطابق یوں ہے۔

وصول کرنے والا مشن	لٹریچر کی نوعیت	تعداد
۱۔ رشین آرتھوڈکس چرچ:		
	بائبل (تین جلدوں میں تفسیر کے ساتھ)	۱,۰۰۰۰۰
	مقدس کتاب سے ماخوذ دعاؤں کی کتابیں	۶۲,۴۰۰
	عہد نامہ جدید	۱۰۰,۰۰۰
۲۔ بپٹسٹس یونین میں شامل مشن:		
	روسی زبان میں بائبل	۱۰۳,۰۰۰
	بائبل تفسیری سیٹ	۴۰,۰۰۰
	یوکرینی زبان میں بائبل	۶۸,۰۰۰
	جرمن زبان میں بائبل	۱۰,۰۰۰

لٹوین زبان میں بائبل	۲،۵۰۰
اسٹونین زبان میں بائبل	۲،۵۰۰
مقدس کتاب کے بریل نسخے	۱،۰۰۰
روسی زبان میں اجتماعی عبادت کے گانوں کی کتابیں	۱۰،۰۰۰
جارجین زبان میں اجتماعی عبادت کے گانوں کی کتابیں	۲،۰۰۰
بائبل کی کہانیوں کی کتابیں	۱۰۰،۰۰۰

۳- لوتھرنز مشن:

روسی زبان میں بائبل	۳،۰۰۰

۴- سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ مشن:

روسی زبان میں بائبل	۲،۰۰۰
یوکرینی زبان میں بائبل	۲،۰۰۰
عہد نامہ جدید (روسی زبان میں)	۲،۲۰۰
تفسیریں (روسی زبان میں)	۹،۹۰۰
معاجم (روسی زبان میں)	۱،۲۰۰
عبادت کے گانے (روسی)	۱۸۴،۳۰۰

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ سابق سوویت یونین کی مسلمان آبادی بھی روسی زبان کو مملکت کی سرکاری اور ادبی زبان کی حیثیت سے نہ صرف جانتی ہے بلکہ ان کی اپنی قومی زبانیں بھی بہت حد تک روسی زبان سے متاثر ہیں اور ان میں روسی زبان کے الفاظ، تراکیب اور محاورے داخل ہوگئے ہیں۔ اس بات کے پیش نظر اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ عیسائی مشنری لٹریچر کے اس در آنے والے سیلاب کا ایک معتدبہ حصہ ان تک بھی پہنچایا گیا ہوگا۔ بعد کے اعداد و شمار کے مطابق آزاد ممالک کی دولت مشترکہ کو بھجوائے جانے والے بائبل کے نسخوں کی تعداد پانچ کروڑ سے بھی بڑھ گئی ہے۔

اس سے پیشتر یورپ میں مقیم ڈھائی کروڑ مسلمانوں (جس میں سابق سوویت یونین کے یورپی علاقوں کے مسلمان بھی شامل ہیں) تک بہتر رسائی اور انہیں عیسائی بنانے کی مہم تیز تر کرنے کے پیش نظر تمام عیسائی فرقوں سے تعلق رکھنے والے عیسائی مبشرین کی دینیاتی تربیت میں ضروری تبدیلیاں لانے پر غور و خوض کرنے کے لیے جنیوا میں قائم "کانفرنس آف یورپین چرچز" نے کئی سیمیناروں کا اہتمام کیا جن میں سے ایک کا انعقاد ۱۹۹۰ء

میں لینن گراڈ (پیٹرز برگ) میں بھی ہوا۔

۱۹۹۱ء میں مغربی یورپ اور سوویت یونین کے عیسائی راہنماؤں نے انگلینڈ کے کسی نامعلوم مقام پہ ایک اجلاس منعقد کیا جس میں "مسیح کی خاطر پورے سوویت یونین تک کیسے پہنچا جائے؟" کے موضوع پہ غور و فکر کیا گیا۔ قابل توجہ امور میں زیادہ اہمیت کے حامل تین علاقے، وسطی ایشیا، قفقاز اور سائبیریا تھے، جہاں سب سے کم چرچ ہیں۔ عیسائی بن جانے والے ایک تاجک نے (جو پہلے مسلمان تھا) عیسائی راہنماؤں کو مشورہ دیا کہ وہ ایسے طریقے اور ذرائع اختیار کریں کہ جن سے وسطی ایشیا کی مسلم آبادی میں "اشتعال دلائے بغیر" تبدیلی مذہب کا عمل جاری رہ سکے۔

سائبیریا کے مقررین نے اجلاس کو بتایا کہ بہت سے اہل ایمان کے پاس ان کی اپنی زبان میں بائبل موجود نہیں ہے اور بہت سے روسیوں نے تقریباً پچاس زبانوں میں بائبل کے ترجمے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ ان زبانوں میں اب تک کوئی ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۱۹۹۱ء ہی میں کلائیکلیف بائبل ٹرانسلیٹرز (KLYCLIFF BIDLE TRS) نے بائبل سوسائٹی آف دی سوویت یونین کے تعاون سے بائبل کے اصول ترجمہ کے سلسلے میں پہلے کورس کے اہتمام کا اعلان کیا اور اس سلسلے میں اعلان کیا گیا کہ یہ کورس اگلے موسم گرما میں منعقد ہوگا۔ ان عیسائی راہنماؤں نے اپنے منشور میں اعلان کیا کہ "سوویت معیشت کے مسائل کا واحد حل عیسائی اخلاقیات میں مضمر ہے۔"

۱۹۹۱ء کے اواخر میں سابق سوویت یونین کے زوال سے لے کر ۱۹۹۲ء کے وسط تک ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مشنری اور پروٹسٹنٹ مناد و مبشرین روس، یوکرین اور سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے دیگر مسیحی ممالک کے لیے بائبل کے پانچ کروڑ نسخے بھیج چکے تھے۔ تاہم مغرب کے اشاعتی اداروں کی طرف سے بائبل اور دوسرے مسیحی لٹریچر سے کتب فروشوں کی دکانیں بھرنے کا سلسلہ سابق سوویت یونین کے مسیحی اکثریت کے علاقوں تک محدود نہ رہ سکا بلکہ جلد ہی مسلم وسطی ایشیا میں بھی مسیحیت کی ترویج و اشاعت کے لیے مسیحی مشنری آپہنچے۔

وسطی ایشیا کے نو آزاد مسلم ممالک میں بنیادی طور پر روسی اور جرمن نسل کے لوگوں پر مشتمل چرچ تبشیری کام کر رہا ہے۔ چرچ مسیحی لٹریچر کی فروخت کے مراکز قائم کر رہا ہے اور مقامی قارئین کے لئے ایک مجلہ شائع کر رہا ہے۔ بپٹسٹ، پینٹے کوسٹل، ایڈونٹسٹ، انجیلی اور راسخ العقیدہ فرقے قائم ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں ایک پادری نے وسطی ایشیا میں مختصر سا زیر زمین گروپ تشکیل دیا اور ایک سال کی مدت میں اس سے منسلک مقامی لوگوں کی تعداد ۲۵۰ تک پہنچ گئی۔ مذکورہ پادری نے عیسائیت کی تبلیغ کے پیچھا تہائی

جارحانہ انداز اختیار کیا اور انہیں خطوط پر مشنریوں کی تربیت کی۔ سوویت یونین کے زوال کے نتیجے میں آزادی
حصول کے بعد وسطی ایشیا میں سابق خفیہ چرچ منظور شدہ چرچوں میں شامل ہو رہے اور سوویت عہد کے سا
دشمن اکٹھے عبادت کر رہے ہیں اور تبلیغ عیسائیت میں سرگرم ہیں۔

مسیحی جریدے PULSE کے مطابق ایک وسط ایشیائی شہر میں چرچ صرف ایک فرد پر مشتمل ہے اور
شخص مسلمانوں اور روسیوں کو انجیل کا ہفتہ وار درس دیتا ہے اور وہ تبدیلی مذہب کے حوالے سے مسلمان ایشیا
اور روسیوں کی اتنی بڑی تعداد سے ملا ہے کہ اس سے مسلمان رہنما غضب ناک ہو گئے ہیں۔

اگرچہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد غیر مستحکم سیاسی اور سماجی تناظر میں مسیحی مشنری مسلمانوں تک انجیل
کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے حوصلہ افزا رد عمل کا اظہار کر رہے تاہم اس راہ میں انہیں سخت مشکلات
درپیش ہیں۔ مشنریوں کے مطابق کمیونزم کے خاتمے نے قوم پرست اسلامی قوتوں کی قوت کار بڑھا دی ہے ا
صورت حال نے دیوالیہ معیشت کے زوال کو مزید تیز تر کر دیا ہے لیکن ناکام معاشی نظام، نئی حکومتوں کے
یا استحکام کے بارے میں بے یقینی اور فکری پابندیوں کی اکثر صورتوں کے خاتمے نے خطے کے چھ کروڑ عوام
آزادانہ تلاش خدا کا موقع فراہم کیا ہے۔ وہ خدا اور مسیح (علیہ السلام) کی تعلیمات جاننے کے لیے متجسس ہیں او
ان کے دل انجیل مقدس کے لیے تیار ہیں۔

وسطی ایشیا میں مسیحی مشنریوں کے اس امڈتے ہوئے سیلاب کو یہاں کے مسلم معاشرہ میں کام کرنے
کے سلسلے میں جو مشکلات درپیش ہیں، مجلہ PULSE ان کے بارے میں کہتا ہے۔ " احتیاط اور بعض صورتوں میں شرلیہ
کی پابندی الگ مسائل ہیں۔ چرچ کہتا ہے کہ مسلمان ایشیائیوں کو حلقہ عیسائیت میں آنے کے لیے رنگ برنگے
اور زیورات ترک کرنا پڑیں گے۔ ایک ایڈونٹیسٹ چرچ کا کہنا ہے کہ چرچ میں صرف ہفتے کے روز عبادت
ہوتی ہے۔ ایک عام عبادت گزار عیسائی کا کہنا ہے کہ مسلمان نو عیسائیوں کو صرف روسی زبان اور انداز میں عبا
کرنی چاہیئے"

وسطی ایشیا میں سرگرم عیسائی مشنری سعودیوں اور ایرانیوں کو اپنا طاقتور حریف سمجھتے ہیں جنہوں نے وسط
ایشیا کے ان آزاد مسلم ممالک میں قرآن کریم کے نسخے پہنچانے اور مسجدیں تعمیر کرنے پر کروڑوں ڈالر خرچ کئے
"تاہم" PULSE "کے مطابق مقابلے اور کوتاہیوں کے باوجود وسطی ایشیا کے لوگ عیسائیت کی طرف
آ رہے ہیں۔ "پلس" اس بات کو بدقسمتی قرار دیتا ہے کہ صرف چند ایک شہروں میں مشنری موجود ہیں جن کی کل ایشیا
(مسلمان) آبادی ۲۲ لاکھ ہے جب کہ آبادی کا ۹۶ فیصد حصہ مشنریوں سے خالی ہے۔

مشنری توقعات کے مطابق وسطی ایشیا میں خرچ کی تشکیل کے امکانات روشن ہیں بشرطیکہ وہا

ایسے مشنری بھیجے جائیں، جو ربانی صحیفوں کو سمجھتے ہوں، جو عقل مند اور دانا ہوں تاکہ کلام مقدس کو مقامی ثقافت کے "عیسائیت مخالف" پہلو پر حاوی کر سکیں، جو جانتے ہوں کہ چرچ کیسے چلانا چاہیئے اور کلام مقدس سے دلائل دے سکتے ہوں اور جن کا خدا سے مضبوط رابطہ ہو۔ جریدہ "PULSE" کا مضمون نگار کہتا ہے کہ نسبتاً آزادی کے دور ہیں اور پھر عین اس وقت جب چرچ اپنے ہمسایوں تک رسائی کی شدید خواہش رکھتا ہے، یہ بہترین وقت ہے کہ ایک عظیم فصل کاٹ لی جائے۔ چرچ میں ڈرامائی طور پر پھلنے پھولنے کی صلاحیت موجود ہے اور ان لوگوں کے لیے جو صدیوں سے اسلام روسیوں اور کمیونزم کی غلامی میں رہے ہیں، یہ ایک خوشخبری سے کم نہیں۔

لندن سکول آف اکنامکس کے زیر اہتمام ۱۹۹۳ء میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے پروفیسر گورڈن ملٹن نے کہا تھا۔ "آج جب کہ ذرائع ابلاغ آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ (سابق سوویت ریاستوں کے لیے اختیار کیا گیا نیا نام) کے حکومتی مسائل اور منڈی کی معیشت کی جانب اس کی رفتار پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں، لوگوں کے دلوں پر امریکہ اور مغربی یورپ کے مناد دستک دے رہے ہیں۔ آرتھوڈکس چرچ، کمیونسٹ حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور روابط کے پیش نظر عوام کا اعتماد کھو بیٹھا ہے۔ ہر جگہ اس کی پہچان قومیت پرستی سے کی جا رہی ہے۔ مشرقی یورپ کے رومن کیتھولک چرچوں کو پادریوں کی کمی کا سامنا ہے اور کمیونسٹ اقتدار میں کیتھولک چرچ از کار رفتہ ہو چکے ہیں اور یہ چرچ نئی اصلاحات قبول کرنے کے قابل نہیں رہے۔"

"آرتھوڈکس اور رومن کیتھولک چرچوں کے برعکس بنیاد پرست پروٹسٹنٹ ازم کہیں بہتر طور پر منظم ہے۔ اس میں حالات کے مطابق ڈھل جانے کی لچک ہے اور سب پر مستزاد اس کے پاس زیادہ وسائل ہیں۔ پروٹسٹنٹ جدید ٹیکنالوجی سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا بڑا حصہ ۲۴ گھنٹے ریڈیائی نشریات پر تبلیغ عیسائیت کے پروگرام سن رہا ہے۔

وسطی ایشیا کے نو آزاد مسلم ممالک پر "وژن انٹرنیشنل" کی خصوصی نظر ہے۔ "وژن انٹرنیشنل" ایک مسیحی تبشیری ادارہ ہے جس نے اس سے پہلے افغانستان میں کام کیا ہے۔ اس کے ڈائریکٹر ہاورڈ مہر نے جریدہ "کرسچین ہیرالڈ" میں اپنے کام کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے۔ "برسوں پہلے خداوند نے ہم پر افغانستان کے دروازے کھولے تھے، ہم نے وہاں آنکھوں کے ایک کلینک کی بنیاد رکھی جو مسلسل کام کر رہا ہے۔ کام شروع ہوئے سات سال ہوئے تھے کہ ہمیں مجبوراً افغانستان چھوڑنا پڑا لیکن افغانستان کے ساتھیوں کو الوداع کہنے سے پہلے خداوند نے ہمیں باقی ماندہ وسطی ایشیا کے بارے میں، جو اس وقت کمیونزم کے نرغے میں تھا، واضح سوجھ دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ایک ایک دن ہمارے لیے امراض چشم کے علاج سے متعلق دینی خدمت کے مواقع پیدا کرے گا اور اس کے ہزار ہا

خدام وسطی ایشیا کے لوگوں کی خدمت کے لیے وہاں جا پہنچیں گے جو اس کی محبت اور نجات بخش فضل کی گواہی دیں گے۔" ہاورڈ ہارپر مزید کہتے ہیں۔" وسطی ایشیا کی طویل اور ہیجان آمیز تاریخ میں پہلی مرتبہ اس سے دروازے ان لوگوں پر کھلے ہیں جو جذبہ خدمت سے سرشار ہیں اور رضائے الٰہی کے لیے کام کر رہے ہیں۔

وژن انٹرنیشنل کا صدر دفتر لندن میں ہے اور وسطی ایشیا کے پانچ بڑے شہر، بشکیک، یولان باتور، تاشقند دوشنبہ اور گلگت اس کی تبشیری سرگرمیوں کا مرکز قرار پائے ہیں۔ اس کے پروگراموں میں آئی کلینکوں کا قیام، لوگوں کی بہتر صحت کے لیے پبلک ہیلتھ پروگرام، نابینا افراد کی تعلیم اور دیکھ بھال کے پروگرام اور اپنے کارکنوں کے بچوں کے لیے انگریزی سکولوں کا قیام شامل ہیں۔ وژن انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر کے مطابق ادارہ اپنے کارکنوں کی بھرتی براہ راست نہیں کرتا بلکہ یہ کام بہت سی مسیحی تنظیموں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ وژن انٹرنیشنل اپنے کارکنوں کو ایک سال تک پورا وقت اس لسانی گروہ کی زبان و ثقافت سیکھنے پر صرف کرنے کے لیے تنخواہوں کی ادائیگی کرتا ہے جن کے درمیان انہیں کام کرنا ہوتا ہے۔ اس کے کارکنوں کی ایک جماعت تاشقند پہنچ چکی ہے جو وہاں کی زبان و ثقافت سیکھ رہی ہے۔ کارکنوں کے بچوں کے لیے پہلا مسیحی سکول قائم کر دیا گیا ہے۔ جس کا نام "ایور گرین سکول" رکھا گیا ہے۔ دوشنبہ میں بھی کام کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اگلا قدم یولان باتور میں کام شروع کرنا ہے۔ بحیرۂ ارال کے علاقے میں بھی وژن انٹرنیشنل تبشیری کاموں کا آغاز کرنے والا ہے۔ جہاں ڈی۔ ڈی۔ ٹی اور دوسری زہریلی کیڑے مار دواؤں کے بے تحاشہ استعمال سے صحت عامہ پر مضر اثرات مرتب ہونا شروع ہو گئے ہیں اور پینے کا پانی آلودہ ہو گیا ہے۔ یہاں وژن انٹرنیشنل کے پروگرام میں صاف پانی کی فراہمی اور دوسرے ذریعوں سے مقامی لوگوں کی مدد کی صورت میں تبشیری کاموں کا اجراء شامل ہے۔

وژن انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر ہارپر کہتے ہیں۔" اس وقت مواقع بہت زیادہ ہیں اور میں اپنے آپ کو ایک ایسے بچے کی طرح محسوس کرتا ہوں جسے مٹھائی کی دوکان کی چابی دے دی گئی ہے اور اسے اجازت ہے کہ وہ جو چاہے لے لے۔"

رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑی وسط ایشیائی ریاست قازقستان میں سب سے پہلے مغربی عیسائی متحدہ مشن بپٹسٹ اور پینٹے کوسٹل اجتماعات کے نتیجے میں ۱۹۹۱ء میں تشکیل دیا گیا۔ "اگیپ" کے نام سے معروف اس اولین بین الجماعتی اور کثیر فرقی مشن کی بنیاد قازقستان کے دارالحکومت الما آتا میں رکھی گئی۔ جلد ہی اس مشن نے جمہوریہ کے طول و عرض میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ خود "اگیپ" مشن کے پادریوں کے مطابق مشن کی سرگرمیوں سے مقامی حکام نے بالعموم اغماض برتا ہے۔

الما آتا سے موصول ہونے والی ایک غیر مطبوعہ دستاویز کے مطابق اس وقت قازقستان میں باقاعدہ رجسٹر

شدہ مغربی عیسائی مشنری تنظیموں کی تعداد ۲۷ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ تنظیمیں مسلسل عیسائی لٹریچر روسی اور قازقی زبانوں میں نہ صرف شائع کروا رہی ہیں بلکہ اسے مفت تقسیم کر رہی ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ ۱۹۹۴ء میں عیسائی مشنری تنظیموں کی طرف سے مختلف لٹریچر کے ایک کروڑ چوراسی لاکھ (۱۸،۴ ملین) نسخے دنیا کی ۲۴۳ (دو سو تینتالیس) زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کروائے گئے۔ ان میں سے ایشیا کے حصہ میں پینسٹھ لاکھ (۶،۵ ملین) نسخے آئے اور ایشیا کے حصے کے اس لٹریچر کا اکثر حصہ وسطی ایشیا ہی بھجوایا گیا۔ مذکورہ بالا غیر مطبوعہ دستاویز ہی کے مطابق عیسائی مشنری تنظیمیں الماآتا اور قازقستان کے دیگر شہری اور دیہی علاقوں میں بڑی تندہی سے کام کر رہی ہیں اور بعض حالات میں انہیں حیران کن حد تک کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دستاویز کے مطابق الماآتا کی ایک ٹیکسٹائل ملز میں کام کرنے والے دو سو سینتالیس (۲۴۷) قازق کارکنوں کو اجتماعی طور پر عیسائی بنا لیا گیا ہے۔

جمہوریہ ازبکستان، امریکہ اور مغرب کے عیسائی مبلغین کا خصوصی نشانہ ہے۔ یہاں امریکی اور مغربی مشنریوں نے پہلے سے موجود ازبک کلیساؤں سے اشتراک عمل کر لیا ہے۔ امریکی اور مغربی عیسائی مشنری مقامی عیسائی آبادی کو مسلمانوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ذریعہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ گو امریکی دولت بن مقامی کلیساؤں کے لیے بڑی کشش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ دولت اور بے انتہا مالی وسائل مقامی مسلمان آبادی کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک بہت بڑے ذریعے کے طور پر استعمال کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں بعض مبلغین ازبکستان میں آباد روسی اور کوریائی باشندوں کے ساتھ مؤثر اتحاد و اشتراک کے ذریعے مسلمان آبادی کو عیسائی بنانے کے اہداف پورے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مقامی آبادی میں بائبل کی مفت تقسیم اور دیہات میں فلموں کی نمائش ان مبلغین کا عام معمول ہے۔ واضح رہے کہ ازبکستان کی مقامی آبادی کے لیے ازبک زبان میں بائبل کا پہلا ترجمہ ہو گیا ہے۔ RELIDION REDORF کے مطابق سٹاک ہوم، سویڈن میں قائم ”مرکز برائے اشاعت کتاب مقدس“ نے ازبک زبان میں بائبل کا ترجمہ کیا، اسے چھپوایا اور پچاس ہزار نسخے دار الحکومت تاشقند بھیجے جہاں وہ فروخت بھی ہو رہے ہیں اور مفت بھی تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

ازبکستان کی کمیونسٹ، لادین حکومت نے ۱۹۹۱ء میں مقامی لوگوں کے شدید احتجاج کے پیش نظر ایک فلم ”جیس“ کی نمائش پر پابندی لگا دی تھی۔ عیسائی مبلغین نے مسلمانوں کے اندر بائبل کی مفت تقسیم کی آزادانہ مہم شروع کر رکھی ہے جس پر ”سنٹرل ایشیا سپریچول مسلم یونین“ اور خود لادین حکومت کی وزارت داخلہ نے شدید احتجاج کیا ہے جس وجہ سے ان عیسائی مبلغین نے، جن میں بپٹسٹ، کرشمیٹک اور سیونتھ ڈے ایڈوینٹسٹ شامل ہیں، شہروں میں بائبل اور دوسرے مشنری لٹریچر کی مفت تقسیم روک دینے کا فیصلہ کیا ہے لیکن دیہات میں انہوں نے اپنا

کام بدستور جاری رکھا ہوا ہے اور انہیں امید اور توقع ہے کہ مسلمان علماء ان علاقوں میں ان کی سرگرمیوں پر زیادہ توجہ نہیں دیں گے۔

ایک رپورٹ کے مطابق ان غیر ملکی مبلغین اور ان کی پرجوش مشنری سرگرمیوں کی بدولت صرف ایک گاؤں میں ۵۰ افراد نے (صرف اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں) عیسائیت قبول کر لی ہے۔ اسی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ سال کے عرصے میں ایک اور گاؤں میں ۱۰۰ افراد نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ گاؤں کے نام صیغہ راز میں رہنے دیئے گئے ہیں۔

صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ازبکستان کی (۱۱ویں اسکول) حکومت بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کو عیسائی بننے کی اس زبردست مہم کو روکنے پر مجبور پا رہی ہے۔ مذہبی معاملات کی حکومتی کمیٹی کے چیئرمین نے وزارت داخلہ کو ایک دستاویز کے ذریعے پچھلے سال (۱۹۹۴ء) یہ مشورہ دیا کہ وہ "کسٹم سروسز" میں زیادہ سخت گیر پالیسی اپنائے اور اگر ضروری ہو تو دستور میں ترمیم کر کے غیر ملکی مبلغین کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دے۔ ازبکستان کے نائب مفتی (نام معلوم نہیں) نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں پہ پابندی لگائے جن کے بارے میں ان کا بیان یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو کر ان سے دوستیاں گانٹھ کر اور ان پر دولت کے خزانوں کے دروازے کھول کر انہیں تیزی سے عیسائی بنا رہے ہیں۔

حال ہی میں ازبکستان میں تقریباً ایک ماہ قیام کے بعد وطن واپس لوٹنے والے ایک پاکستانی کے مطابق ازبکستان میں ہر مسلمان کے گھر بائبل کا نسخہ پہنچ چکا ہے۔ ان کے مطابق جب انہوں نے ایک ازبک مسلمان خاتون خانہ سے اس کے گھر کے ڈرائنگ روم میں موجود بائبل کے نسخہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ "ہمارا مقصد اللہ اور نیکی کی تلاش ہے خواہ اس کا ذریعہ بائبل ہی کیوں نہ ہو" واضح رہے کہ مذکورہ پاکستانی نے سوویت یونین میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی تھی۔

مولانا راشد الحق سمیع
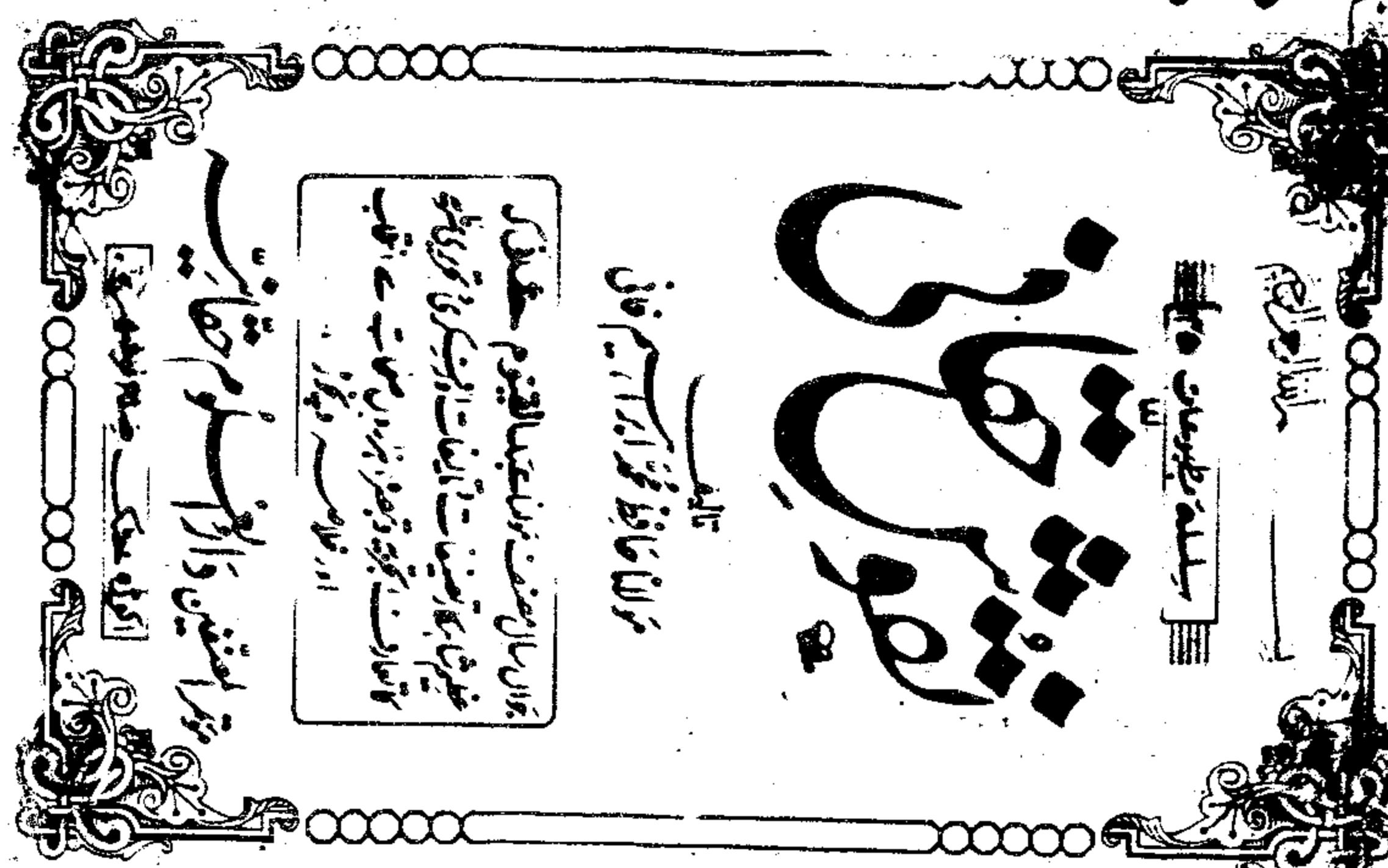
ماہنامہ الحق، ماضی، حال اور استقبال

الحق کے تیس سال مکمل ہونے کے حوالے سے ایک خصوصی تحریر۔

حمد و ستائش ہے اس ذات بے ہمتا کے لیے جس نے انتہائی نامساعد حالات میں اس شمع حق کو فروزاں رکھا جو آج سے تیس سال قبل مجلۂ الحق کی شکل میں جلائی گئی تھی۔ اور آج اس کی ضیاء باریوں سے ایک عالم روشن اور ایک جہان فیض یاب ہو رہا ہے۔ یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔ اس نعمت عظمیٰ پر ہم اپنے رب کریم کے حضور جتنا بھی اظہار امتنان و تشکر کریں، تو یہ کم ہوگا۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔

الحق نے اس وقت میدانِ صحافت میں قدم رکھا تھا۔ جب برصغیر میں چند گنے چنے مجلے تھے۔ جس سے علمی حلقے اپنے ذوق کی تسکین کا سامان کرتے۔ ان رسالوں اور مجلات میں زیادہ معروف معارف اعظم گڑھ۔ برہان دہلی، الفرقان لکھنو، صدق جدید، الندوہ اور ترجمان القرآن وغیرہ زیادہ قابل ذکر ہیں تو ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا جیسے قدآور اور مؤقر جرائد کی موجودگی میں اکوڑہ خٹک جیسے دور دراز پسماندہ علاقہ اور پھر اہل زبان نہ ہونے کے ناطے سے علمی مجلے کے اجراء کا تصور بھی انتہائی جرأت تھا۔ مگر کاتب تقدیر نے پہلے سے ہی فیصلہ کیا تھا کہ جس طرح اس سرزمین سے علم و فضل کے وہ چشمے پھوٹے جس نے سمندروں کو سیراب کیا اس طرح یہاں سے مجلہ الحق اپنی پوری توانائیوں، رعنائیوں اور آب و تاب کے ساتھ فلک صحافت پر نمودار ہو کر رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ ؎

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے   تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا   (مجذوب)

اور ایسے حالات میں جب کہ یہاں پر نہ پریس کی سہولیات موجود ہیں، نہ جدید قسم کی مشینری نہ کاتب دستیاب ہیں نہ وہ دوسری چیزیں جو کہ ایک معیاری اور علمی مجلہ کے لیے درکار ہوں۔ مگر چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ آج وہ چھوٹا سا پودا ایک شجر سایہ دار کی مانند پھیلا ہوا ہے اور اس کی شاخوں پر رشد و ہدایت کے پھل لگے ہیں اور اب اس کا تنا اتنا مضبوط اور توانا ہو گیا ہے کہ اس میں ہر طرح کے باد مخالف طوفانوں اور مشکلاتِ زمانہ سے نمٹنے کی صلاحیت موجود ہے الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء۔

نہ ہر درخت تحمل کند جفائے خــــزاں
غلام ہمت سروم کہ ایں قــدم دارد،

اور یہ سب اس ذات پر توکل واعتماد اور ارادوں اور نیتوں کی درستگی کا ثمر ہے ۔ لوح وقلم کے اس سفر کو شروع ہوئے آج پورے تیس سال مکمل ہوئے ہیں اور الحمد للہ آج اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور قارئین کی دعاؤں سے الحق زندگی کی اکتیسویں بہار میں ایک شان وشکوہ کے ساتھ جلوہ گر ہو رہا ہے ۔ قل ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء ۔

اس ذاتِ کریم سے دعا ہے ۔ کہ جس نے ان تیس سالوں میں اس کی حفاظت کی اور ہر طرح کی مشکلات سے اسے سرخرو اور کامران نکالا ۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی لطف وعنایت سے قوی امید ہے کہ اس کا مستقبل بھی ماضی ہی کی طرح درخشاں رہے گا ۔ اور تاریخی نوعیت کا حامل ہوگا ۔

معزز قارئین کرام آیئے ذرا الحق کے شاندار ماضی پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں ۔ اگرچہ الحق کے ان تیس سالوں کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور اس کے ذمہ دارانہ کردار اور ملکی وقومی سیاست اور خصوصاً عالم اسلام کے مسلمانوں کی ترجمانی اور علمی ودینی مدارس کی نمائندگی باطل قوتوں کا تعاقب اور فرقِ ضالہ کی تردید اور ملک و ملت کو درپیش خطرات سے آگاہی اور نفاذ شریعت اور نظام اسلام کے اجراء کے لیے مساعی آئین سازی اور ملک کو ایک خالص اسلامی ریاست بنانے کے لیے کوششیں اور جہادی قوتوں کی سرپرستی واعانت اور عالم اسلام کو درپیش مسائل کے بارے میں علمی وتحقیقی بحث اور عالم اسلام کی علمی ودینی سرگرمیوں سے آگاہ کرنا اور پڑھے لکھے طبقے کے لیے تبلیغی اصلاحی علمی اور تحقیقی مضامین کی اشاعت ۔ الغرض زندگی کے ہر شعبے میں صحیح نہج پر امت مسلمہ کی رہنمائی مؤقر جریدہ الحق کے رہنما اصول رہے اور یہی اس کا منشور اور مقاصد ومطالب ہیں ۔ ان تمام امور کا جائزہ لینا اور اس پر بالتفصیل کچھ لکھنا نہ میرے لیے ممکن ہے اور نہ بندہ کے بس کا کام ہے ۔ اس لیے کہ ابھی بندہ کی عمر الحق کی عمر سے بہت کم ہے ۔

ع اک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیش عشق

اس کے لیے ایک مستقل ادارہ اور مستقل انسٹیوٹ چاہیئے ۔ اور ان تیس سالوں میں ہزاروں موضوعات پر لکھا جا چکا ہے ۔ اور اتنا مواد آیا ہے ۔ کہ اس کے ہر موضوع سے مستقل کتاب بن سکتی ہے ۔ اور مختلف نوع موضوعات کا ایک لا متناعی سلسلہ ہے ۔ گویا

ے کچھ قمریوں کو یاد ہیں کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستان کے ہیں

تو الحق کے اس عظیم الشان کردار کا تعین مستقبل کا مؤرخ کرے گا۔ یا پھر تاریخ خود ہی اس کے بارے میں شہادت دے گی۔

تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں آئندہ رہوں گا

ادارے نے آج سے تیس سال قبل اپنے لیے جو مقاصد، مطالب اور منزلیں متعین کی تھیں اور جو اہداف اس کے سامنے تھے۔ تو الحمد للہ ان میں سے اکثر بتوفیق اللہ تعالیٰ حاصل کر لیے گئے۔ اور اس عرصہ دراز میں الحق جادۂ حق پر گامزن اور رنگ و ناز میں مصروف رہا۔ اور اس کی دعوت اس کا نظریہ اور اس کی فکر ہمیشہ دائیں اور بائیں کی تقسیم سے بے نیاز رہی۔ ادارے نے اپنا منشور اور نظریہ صرف اور صرف امر بالمعروف نہی عن المنکر مدافعت عن الدین اصلاح مخلوق خدا علمی تحقیقی اور تاریخی میدان میں مسلمانانِ عالم کی رہنمائی تک محدود رکھا۔ اور ادارے نے اگر کسی تحریک یا کسی پالیسی کی حمایت یا مخالفت کی ہو تو یہ صرف اس کی اپنی ذاتی رائے یا پسند و ناپسند کا سوال نہیں تھا۔ بلکہ ہمارے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا میزان تھا، ایمان کی بصیرت اور قرآن و سنت کی روشنی ہمارے لیے مشعل راہ رہی۔

ادارے نے کبھی بھی خود غرضانہ و پیشہ ورانہ صحافت کو اپنا مطمح نظر نہیں بنایا اور نہ ہی اس لوح و قلم کے مقدس مشن کو دنیاوی اغراض کے لیے استعمال کیا۔ کیونکہ ہمارے سامنے قرآنی نص موجود ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل والآخرۃ خیر لمن اتقیٰ۔

ان تیس سالوں میں الحق کو کئی مراحل سے گزرنا پڑا۔ اسی دوران ملک و ملت پر اور اسی طرح عالم اسلام پر کئی ادوار آئے اور مشکل اور صعب ترین آزمائشوں سے امت مسلمہ کو دوچار ہونا پڑا۔ اور ان تمام مراحل میں الحق نے اپنی قومی و ملی اور علمی و تحقیقی ذمہ داری پوری طرح نبھائی۔ اور ایک نباض حکیم اور حاذق طبیب کی طرح قوم اور ملک و ملت کے امراض کی تشخیص کی۔ اور الحق کی ان مؤثر اور بروقت تحریرات نے ایک نسخۂ کیمیا کا کام کیا۔ اگرچہ یہ کام انتہائی کٹھن صبر آزما اور دشوار تھا۔ بقول کسے

ع کار مشکل بود ما بر خویش آساں کردہ ایم

جس پر اس کی فائلیں اور تیس سالہ ریکارڈ گواہ ہے۔
انشاء اللہ اس کی ایک جھلک آپ آئندہ اقساط میں ملاحظہ فرماویں گے۔

گماں مبر کہ بپایاں رسید کار مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است
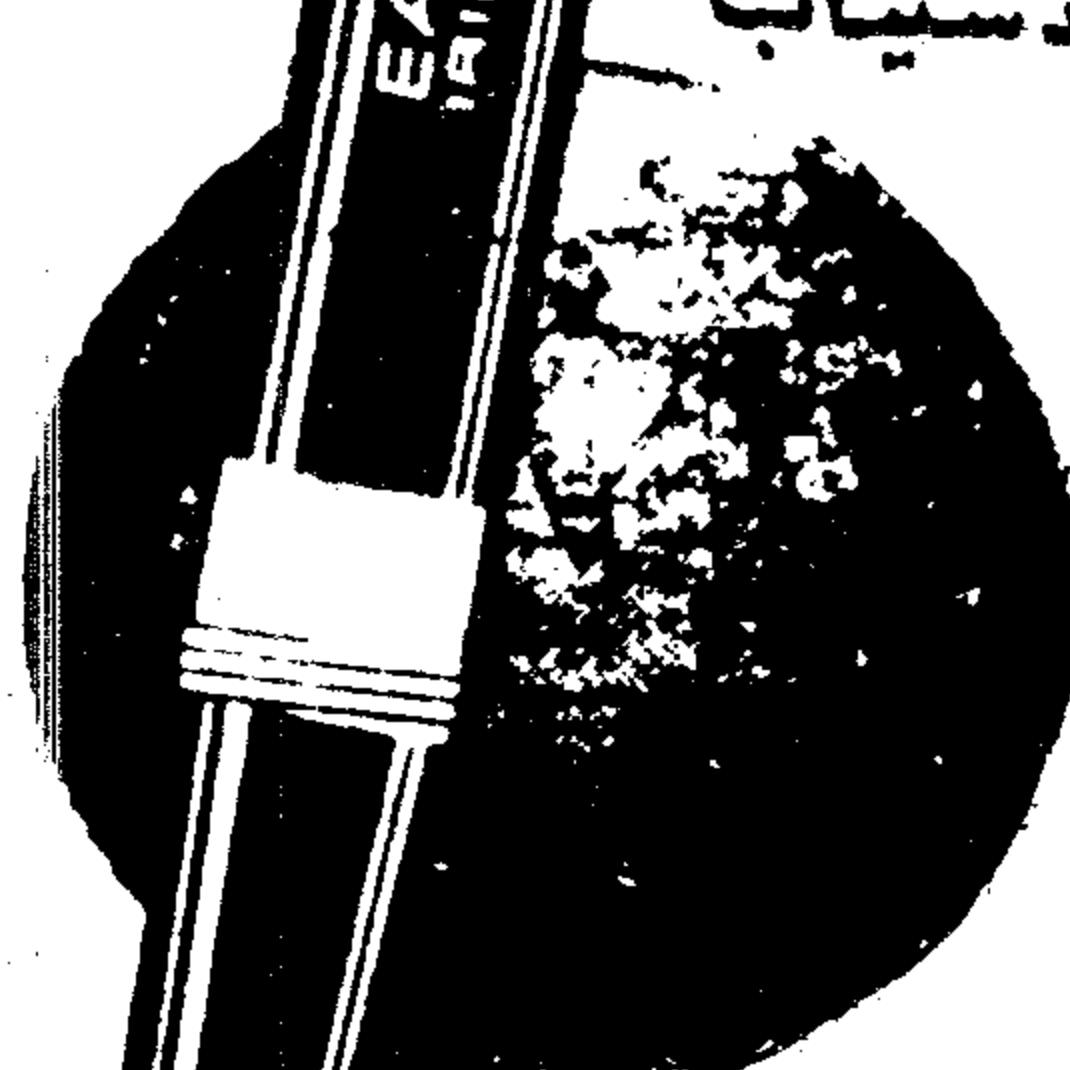
حضرۃ مولانا علامہ سید تصدق بخاری مدظلہ

سرسید احمد خان، محرف قرآن

(۲)

قارئین کرام غور فرمایئے سید صاحب کہتے ہیں کہ نتق کے معنی صرف ہلانے کے ہیں۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ اور عربی لغت میں نتق سے مراد پھاڑنا اٹھانا۔ اس سے کسی کو مارنا۔ سخت حرکت دینا۔ کھینچنا۔ پھیلانا۔ بلند کرنا علامہ بیضاوی علیہ سحائب الرحمت والرضوان نے نتق کے معنی رفعنا ، وقلعنا ، لغت عربی اور حدیث نبوی کے مطابق وموافق کئے ہیں لیکن سید صاحب دہریت (ATHEiSTiC) کی ملحدانہ ومنکرانہ روش سے اس کا انکار ہی کرتے چلے جارہے ہیں۔

فرق۔ فرق کے معنی بھی دیکھ لیے جائیں۔

فوق نقیض تحت۔	فوق نیچے کی ضد ونقیض ہے
الفرق خلاف الجمع۔	فرق جمع کی ضد ہے فرق جدا کرنے کو کہتے ہیں۔
قال علیہ السلام۔ البیعان بالخیار مالم یتفرقا بالابدان۔	نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بائع اور اور مشتری جب تک جسمانی طور پر الگ
قال اللہ تعالیٰ فیھا یفرق کل امر حکیم ای یفصل۔	الگ نہ ہو جائیں تو ان کو بیع توڑنے کا اختیار ہے۔

اسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے یعنی معاملات کو الگ الگ نمٹایا جاتا ہے۔ غور فرمایئے فرق کے معنی الگ کرنے کے ہیں سرسیّد کی تفسیر القرآن کو جو شخص بھی کورانہ عقیدت کا قلادہ اتار کر بنظر امعان پڑھے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ موصوف نے خدا کے کلام کو اپنی محرفانہ تاویلات فاسدہ اور عقائد کاسدہ سے پہیلیوں۔ چیستانوں اور پہاریوں کا ایک مجموعہ بنا کر پیش کیا ہے تاکہ معاندین دین حقہ خوش ہو کر ان کی عزت واکرام کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔

نیز تحریف قرآن کے ساتھ اپنے جدید مذہب کی تائید ونزصیص کے لیے اور بھی چند کتابیں لکھی ہیں مثلاً۔ خلق الانسان لکھ کر رابرٹ چارلس ڈارون ولد ۱۸۰۹ء توفی ۱۸۸۲ء کے نظریۂ ارتقاء اور سر چارلس لائل ولد ۱۷۹۷ء توفی ۱۸۷۵ء کی کتاب۔ انسان کا عہد پارینہ۔ کی تصدیق کر کے قرآنی حقائق کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔

الجن والجان علی ماقال فی الفرقان میں جنات کی مخلوق کے موجود ہونے کا انکار

کرکے قرآن حکیم کی سیکڑوں آیات بینات کو جھٹلا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ بھی ذہن نشین کرتے چلئے کہ سر سید صاحب نے "تہذیب الاخلاق" کے نام سے ایک مجلہ جاری کیا تھا جس کے لیے مقالات لکھنے والے بقرار ذیل حضرات تھے۔

۱۔ مولوی مہدی علی مصنف آیات بینات جن کو نواب محسن الدولہ اور محسن الملک کے القاب ملے ہوئے تھے۔

۲۔ مولوی چراغ علی۔ جو لاطینی۔ سریانی۔ عبرانی۔ سنسکرت۔ عربی۔ فرنچ۔ انگلش زبانیں جانتے تھے۔ ان کو نواب اعظم یار جنگ کے القاب ملے ہوئے تھے۔ لیکن وہ بھی عالم نہ تھے۔ اور سید کے ہم کیش تھے۔

۳۔ مولوی مشتاق حسین جن کو انتصار جنگ کا خطاب ملا ہوا تھا۔

۴۔ مولانا خواجہ الطاف حسین حالی اہلحدیث ولد ۱۸۳۸ء توفی ۱۹۱۴ء آپ عالم بھی تھے اور شاعر بھی لیکن سر سید کے ہم خیال و ہمنوا بھی تھے۔

۵۔ سید محمود صاحب پسر سر سید احمد خان۔

۶۔ مولوی ذکاء اللہ۔ مصنف تاریخ اسلام جن کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہوا تھا۔

۷۔ فارقلیط اللہ صاحب تھے۔ ان کے ۱۲۸۷ھ سے ۱۲۹۰ھ تک کے مقالات کی چار جلدیں بنائی گئیں تھیں غلطی سے ان کو لوگ سر سید کی تصنیف سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایک اور کتاب سر سید صاحب نے عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک نظریے پر متفق کرنے کے لیے تبیین الکلام کے نام سے لکھی ہوئی ہے جس پر نہ کوئی متفق ہوا اور نہ ہونا تھا۔

ایک عام تاثر یہ ہے کہ آثار الصنادید۔ سر سید کی تصنیف ہے۔ علامہ عبدالحق حقانی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں کہ اس کے صرف آخری چند صفحات سر سید کے ہیں باقی کتاب کسی اور کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا کیوں کہ میرے پاس اس کا پرانا نسخہ ہے جس کے شروع کے اوراق کہیں الگ ہو گئے ہیں اور میں نے یہ کتاب لال قلعہ میں رکھ دی ہے جس کا جی چاہے وہ نئی آثار الصنادید سے اس کا تقابل کر کے دیکھ لے۔ اصل آثار الصنادید فارسی میں ہے سر سید نے اسی فارسی کا ترجمہ کر کے آخر میں اپنے قریبی دور کے اعیان و زعما اور فن تعمیرات و عمارتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ راقم آثم نے ایک کتاب میں قدیم اہم تصانیف کا تذکرہ پڑھا تھا اس میں آثار[1] الصنادید کے مصنف کا نام مرزا حسین علی تھا۔ یا اس سے

---

[1] بزرگوں اور بادشاہوں کی نشانیاں اور تاریخی عمارتیں۔ صندید کی جمع صنادید ہے۔

ما جاتا کوئی نام تھا جس میں مرزا کا لفظ یقینی تھا مگر افسوس کہ کثرت اسفار و ہجوم کار اور بار بار کی نقل مکانی کی وجہ سے وہ مسودہ کہیں ضائع ہو گیا اور اب ان کتب کا تتبع مالا یطاق ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اصل آثار الصنادید فارسی میں تھی سر سید نے اسی کا ترجمہ کیا ہے کیوں کہ آپ فارسی دان تھے۔

یار لوگ ایک تاثر یہ دیتے ہیں چلے آرہے ہیں کہ گستاخ و بیباک سر ولیم میور کی کتاب لائف آف محمد کا جواب لکھ کر سر سید نے دین کی بڑی خدمت کی ہے، درحقیقت یہ خوش فہمی اور دھوکا ہے۔ سر سید نے الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ میں۔ سیرت النبیؐ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا ہے جو قرآن کریم کی تحریفات کر کے اس کے ساتھ کیا ہے۔ خصوصاً خطبہ یازدہم میں شق صدر کی روایات اور معراج النبیؐ پر کتاب وسنت کی مسلمہ تصریحات وارشادات کا مذاق اڑا کر سیرت پاک پر بیباک قلم سے ملحدانہ چھینٹے پھینک کر گستاخ و منکر سر ولیم میور سے بھی بازی لے گئے ہیں۔ من شاءَ فلینظر فیہا۔ حضرت سعدی شیرازی ولد ۵۸۹ھ توفی ۶۹۱ھ کے اشعار سید صاحب پر خوب صادق آتے ہیں کہ

شنیدم گوسپندے را بزرگے رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید روانِ گوسفند ازوے بنالید
کہ از چنگالِ گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

ترجمہ:۔ میں نے سنا ہے کہ ایک بزرگ نے بکری کو بھیڑیے کے منہ اور نیچے سے چھڑایا۔ رات کو خود اس کے گلے پر چھری پھیر دی بکری کی جان اس سے فریاد کرنے لگی کہ بھیڑیئے کے نیچے سے تو نے مجھے چھڑایا جب میں نے غور کیا تو انجام کار تو خود بھیڑیا تھا۔

سر سید کی تحریرات سے یہ بات توضیح کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ عجائبات قدرت کے قطعی منکر تھے۔

سر سید بیت اللہ کی عظمت و برکت کے منکر تھے

سر سید لکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھونٹے گھر میں ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے! آخر اس چوکھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں تو وہ کبھی حاجی نہیں ہوئے۔ (تفسیر القرآن ص۲۱۱ ج ا ص۲۵۱ ج ا)

سر سید مزید گوہر فشانی یوں کرتے ہیں کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اسلام کا کوئی اصلی حکم نہیں ہے۔

نماز میں سمت قبلہ کوئی اصلی حکم مذہب اسلام کا نہیں ہے الخ

(تفسیر القرآن ص۱۵۷ ج ۱ ص۱۶۱ ج ۱ طبع اوّل)

سر سید جیسے لوگوں کے رد میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ مُبَارَكًا یہ وہ مقام ہے جس میں مادی اور روحانی۔ دینی و دنیاوی برکتیں جمع کر دی گئی ہیں لَلَّذِی میں لام تاکید کا ہے۔ واللام توکید۔ قرطبی ملاحظہ ہو تفسیر ماجدی۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

(آل عمران۔۹۶)

سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے وضع کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے (سب کے لیے) برکت والا اور سارے جہان کے لیے راہنما ہے۔

فِيْهِ اٰيٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔

(آل عمران۔۹۷)

اس میں کھلے ہوئے نشان ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن سے ہو جاتا ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔

(البقرہ ۔۱۲۵)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے ایک مقام رجوع اور مقام امن مقرر کیا۔

حضرات قارئین کرام ذرا ثلج صدر کے ساتھ غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو برکت والا۔ حرمت والا۔ اور لوگوں کے لیے مامن، امن والا قرار دیا ہے اور نبی علیہ السلام نے اس کے فضائل بتائے ہیں اور فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے والے کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ لیکن پوری امت میں ایک سر سید ہی ایسے ہیں جو اسے خام خیالی کہتے ہیں اور یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اس کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں اور ان میں سے کوئی حاجی نہیں ہوتا۔ (الامان والحذر)

عظمت کعبہ کی بابت دوسری جگہ ارشاد ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ۔

(المائدہ ۹۷۔ الانعام ۸)

اللہ نے کر دیا کعبہ کو جو گھر ہے بزرگی والا (حرمت والا) قیام کا باعث لوگوں کے لیے۔

قارئین کرام، اس آیت میں بھی کعبہ یعنی بیت اللہ شریف کی عظمت و حرمت بیان فرمائی گئی ہے

دوسری آیات بینات اور احادیث مکرمات میں بھی بیت اللہ شریف کی عزت وحرمت اور تکرمت بیان
ہے۔ شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کعبہ شریف دینی اور دنیوی دونوں حیثیت سے قابل احترام
ہیں کیوں کہ کعبہ شریف تمام روئے زمین کے انسانوں کے حق میں اصلاح اخلاق تکمیل روحانیت اور علوم
ت کا مرکزی نقطہ ہے۔ کعبہ شریف کا مبارک وجود کل عالم کے قیام اور بقا کا باعث ہے دنیا کی آبادی
وقت تک ہے جب تک خانہ کعبہ اور اس کا احترام واکرام کرنے والی مخلوق موجود ہے۔

اب سر سید کے کعبہ شریف کے متعلق گستاخانہ کلمات ایک بار پھر غور سے پڑھ کر خود ہی فیصلہ
یئے کہ وہ دین اسلام کے معتقد اور ہتاک ہیں کہ نہیں؟۔

امام الہند عظیم الدین احمد المعروف بہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی روح اللہ روحہ ولد ۴ شوال ۱۱۱۴ھ
ق ۱۷۰۳ء توفی ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ موافق ۲۰ اگست ۱۷۶۳ء نے حجتہ اللہ البالغہ میں ارقام فرمایا ہے کہ چار چیزیں
شعائر اللہ سے ہیں۔ قرآن۔۱۔ پیغمبر۔۲۔ کعبتہ اللہ۔۳ نماز۔۴۔ یاد رہے کہ کعبہ اسلام کا مرکز ومحور ہے۔
کی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالا مال ہو۔ ارشاد ربانی ہے کہ۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (الحج۔۳۲)	اور جو کوئی دین خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ ادب دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

اس آیت نے یہ بات صاف کر دی کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ سے منسوب ومنتسب ہیں ان کی
تعظیم وتکریم عین جزو دین ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توبہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کے شعائر
کی توہین وبے حرمتی مت کرو۔ اور بیت اللہ یعنی کعبہ توشعائر اللہ رکن اعظم ہے۔ ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ۔ (المائدہ ۲۔)

اے ایمان والو! بے حرمتی مت کرو اللہ کے شعائر (نشانیوں) کی۔ سر سید نے کعبہ کے متعلق
توہین آمیز لہجہ اختیار کیا ہے اسے دیکھ کر اب آپ خود ہی یہ فیصلہ کریجیئے کہ کعبہ شریف کی توہین کر کے
سر سید دین میں رہے ہیں یا اس سے خارج ہو گئے ہیں کیوں کہ کعبہ شریف شعائر اللہ ہے جس کا
احترام کرنا ایمان کی جز ہے۔ ثابت ہوا کہ خدا سے منسوب یعنی اس کے نام لگی ہوئی چیزوں کا ادب
احترام وہی کرے گا جس میں ایمان ہوگا اور جس میں ایمان ہی نہیں وہ خدا کے گھر بیت اللہ۔ کعبتہ اللہ
کو سر سید کی طرح یہی کہے گا کہ پتھر کے اس چوکھونٹے کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد
تو گھوڑے گدھے اور اونٹ بھی پھرتے ہیں ان میں حاجی کوئی نہیں ہوتا۔ معاذ اللہ۔ شعائر اللہ کی تعریف

یوں بھی کی گئی ہے کہ۔

۱۔ زمانِ عبادت:۔ اوقاتِ عبادت اور ایام عبادت اس میں داخل ہیں۔

۲۔ مکانِ عبادت:۔ کعبۃ اللہ۔ مساجد شعائر اللہ ہیں۔

۳۔ علاماتِ عبادت:۔ پیغمبرانِ عظام۔ صحابہ کرام۔ اولیاء فخام۔ علماء حق ذو الاحتشام اس میں شامل ہیں قربانی کے جانور بھی اس میں داخل ہیں۔

سرسید مذہب اسلام سے خارج تھے

سرسید خود اپنے قلم خائن وہتاک سے ارقام فرماتے ہیں کہ

یہ بھی مسلّم ہے کہ قرآن مجید بلفظہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا ہے خواہ یہ تسلیم کیا جاوے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت تک پہنچایا جیسا کہ مذہب عام علماء اسلام کا ہے یا بلکہ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القاء کیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے ملاحظہ ہو۔ تفسیر القرآن ص۲۳ ج ۱۔ از سرسید۔

ثلج صدر کے ساتھ غور فرمایئے کہ سید صاحب خود ہی علماء اسلام کے مذہب سے الگ اپنا ایک خاص مذہب بنا کر خود ہی اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔

سرسید ملکہ وکٹوریہ کے قدموں میں

ملکہ وکٹوریہ VICTORIA بمعنی فتحیاب۔ اقبال مند۔ ملکہ ملکہ وکٹوریہ کی ولادت ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء میں ہوئی اور ۲۰ جون ۱۸۳۷ء میں تخت نشین ہوئی۔ ۲۰ جون ۱۸۸۷ء کو اس کا پچاس سالہ جشن JUBILEE تخت نشینی منایا گیا ۶۴ سال حکومت کرکے ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء میں فوت ہوگئی۔ سرسید ملکہ سے تقریباً دو سال بڑے تھے۔ اسی ملکہ وکٹوریہ نے وکٹوریہ کروس، فوجی تمغہ رائج کیا تھا جس پر صلیبی نشان تھا۔

۱۱ مارچ ۱۸۷۰ء میں سرسید نے لندن میں ملکہ وکٹوریہ سے جو ملاقات کی تھی اس کی روداد انہی کے الفاظ میں بقرار زیر ہے۔ جب ملکہ معظمہ تشریف لائیں تو میں نے بھی مثل تمام درباریوں کے اپنے نمبر پر جاکر سلام کیا۔ سلام کرنے کا دستور یہ ہے کہ ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملا کر اور بایاں گھٹنہ ٹیک کر حضور ممدوحہ کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہیں۔

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ نومبر ۱۹۸۴ء بحوالہ۔ مسافرانِ لندن۔ مرتبہ سرسید خان بہادر۔ مطبوعہ ترقی اردو ادب، لاہور ص۲۰۴۔

حافظ محمد اقبال رنگونی ۔ مانچسٹر

تہذیب جدید کے تماشے

برطانیہ کے مذہبی رہنماؤں نے غیر اخلاقی حرکت کو سند جواز دینے کا اعلان کر دیا

کسی قوم اور معاشرے کے صحت مند ہونے کا پتہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس قوم اور معاشرے کا مذہب سے
ما تعلق ہے ۔ جس قوم کا مذہب سے گہرا تعلق ہوگا وہ قوم اچھے اخلاق و کردار اور اعلیٰ صفات کی حامل ہوگی ۔ اور جس
م کا مذہب سے تعلق رسمی طور پر بھی باقی نہ رہے بلکہ اسے ایک دقیانوسی خیالات کہہ کر اس کا مذاق اڑایا جائے تو سمجھ
یے کہ وہ قوم شرافت و دیانت صداقت و امانت اور شرم و حیاء سے بالکل عاری ہو چکی ہے ۔ اب ان کے نزدیک
برائی اور بدی اچھائی کے زمرے میں آجاتی ہے ۔ ہر بے انصافی انصاف کے نام پر قبول کر لی جاتی ہے ہر بے حیائی
بے شرمی کو تہذیب جدید اور مہذب دنیا کا تقاضا کہہ کر اسے نہ صرف گوارا کر لیا جاتا ہے بلکہ اسے قانونی شکل
ینے کے فیصلے بھی کر لیے جاتے ہیں ۔

اس بیان کی روشنی میں اگر ہم آج یورپ کے ماحول پر ایک نظر دوڑائیں تو صاف نظر آتا ہے کہ یورپ کا معاشرہ
ہب اور مذہبی خیالات سے کچھ اس قدر دور جا چکا ہے کہ واپس آنا ان کے لیے ناممکن بن چکا ہے ۔ ان کا دعویٰ
ہے کہ اگر مذہب کے مطابق زندگی چلے تو دور جدید کے تقاضے پورے نہیں ہوتے اور دور جدید کے تقاضے پورے کیے
ئیں تو پھر مذہب کو لازماً خیرباد کہنا پڑتا ہے ۔ چنانچہ دور جدید کو مذہب پر غالب کر دیا جاتا ہے اور زندگی گزارنے
ے نئے اصول و قواعد وضع کر لیے جاتے ہیں ۔ ان میں کوئی نہیں جو اپنے معاشرے کو مذہب کی طرف راغب کرنے کے
ے اپنا قدم اٹھائے اور اس معاشرے کو بداخلاقی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنے سے بچا لے ۔ یورپی معاشرے نے
ہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کے ملک اور شہر میں مذہب کے نام پر کوئی آواز نہ اٹھنے پائے اور جہاں سے مذہب کے نام پر
ئی آواز اٹھے اور اخلاق و شرافت کا درس دیا جائے ۔ مذہب کے اصولوں پر پابندی کے ساتھ عمل کیا جائے تو یہ
اشرہ اسے مذہبی جنونی اور بنیاد پرستی کا طعنہ دیتا ہے ۔ تاکہ مذہب اپنا حلقہ وسیع نہ کر پائے اور یورپ کی اس بدکتی
ا کو کوئی ٹھہراؤ نہ مل سکے ۔

برطانیہ اور یورپ کے اس آزاد ماحول میں جہاں مذہب بیزاری ایک فیشن کی صورت اختیار کر چکی ہے ان
اپنے مذہبی رہنما بھی اسی ڈگر پر چل پڑے ہیں۔ انہوں نے اپنے نوجوانوں کو مذہب سے تعلق پیدا کرانے یا ان
مرنے کے بعد کی زندگی کا یقین راسخ کرانے میں کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار کیا نہ انہیں یہ یاد دلایا کہ مرنے کے بعد
زندگی ہے جہاں برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں اور بھلائی کا بدلہ بھلائی کی شکل میں سامنے آنے والا ہے۔ ان کی
گاہوں میں کبھی یہ آواز نہ اٹھی کہ عمل اور رد عمل کا آپس میں کتنا گہرا تعلق ہے۔ اس کے بجائے یہ ہی کہا گیا کہ مسیح
کی طرف سے کفارہ کی صورت میں آگے بڑھ چکے ہیں اور ہمارا ہر گناہ معاف کرا چکے ہیں جس سے مذہب بیزار
اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ اگر مذہب نام کی کوئی شئے ہے بھی۔ تو بھی فکر کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ مسیح ہمارے
تو معاف ہی کرا چکے ہیں پھر پکڑ کس بات پر ہوگی۔ ؟ اس عقیدے کی بناء پر یہ نوجوان (خواہ وہ اسکول سے
ہو کر آوارہ گردی کرتا ہے خواہ ابھی اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہا ہے) ہر وہ کچھ کر گزرتا ہے جس سے شرافت
سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ حال میں روزنامہ ٹائم میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں برطانیہ کے اسکولوں میں تعلیم حاصل
والے نوجوانوں کی تعلیمی اور اخلاقی معیار کا ایک جائزہ لیا گیا۔ اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ برطانیہ میں نوجوانوں کا تعلیمی اور
معیار ناقابل بیان حد تک گر چکا ہے۔

رہی بات برطانیہ کے مسیحی مذہبی رہنماؤں کی تو انہوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ نوجوانوں کی دن بدن گرتی ہوئی
پوزیشن کو بحال کرنے کا بس ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے وہ یہ کہ حالات کو مذہب کے تابع کرنے کے بجائے مذ
کو ہی حالات کے تابع بنا دو۔ خواہ پھر مذہب کے کتنے ہی اصولوں کا خون کیوں نہ ہوتا ہو۔ وہ نوجوان جسے ا
دن چرچ آنا گوارا نہیں۔ مذہب کی کوئی پابندی قبول نہیں آخرت اور حیات بعد الموت کا کوئی یقین نہیں۔ ا
شرافت کا کوئی احساس نہیں۔ یہ اگر مذہب کی رو سے چرچ میں نہ آئے تو کیا ہوا۔ کیوں نہ ان نوجوانوں کے ان
مشغلوں کو چرچ میں لے آئیں۔ (شراب خانہ سے لوگ چرچ نہیں آتے تو کیوں نہ شراب خانہ ہی چرچ کو
جائے) یہاں ہی رقص و سرود کی محفل سجائی جائے۔ ساز و طبلے کے ذریعہ انہیں مذہب سے آشنا کرنے کی کوش
کی جائے تاکہ چرچ اور گرجا گھر تو کم از کم آباد رہیں۔

نوجوانوں کی مذہب بیزاری اور اپنے مذہبی عبادت گاہوں سے بالکل دوری یہاں کے مذہبی رہنماؤں
لیے ایک سامان عبرت بن گئی۔ انہوں نے اس پر قابو پانے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے اور نئے نئے
وضع کیے لیکن کامیابی نہ مل سکی بلکہ اس نئے طریقے میں شرف انسانیت کی جو تذلیل ہوتی رہی اس سے برطا
باشندے بے خبر نہیں ہیں۔ حال ہی میں شیفیلڈ کے ایک پادری کا شرمناک کردار سامنے آیا ہے جس
نوجوانوں کو مذہب کے سائے میں لانے کے عنوان پر نائن او کلاک سروس (CLOCK SERVICE 'O'

کے نام سے ایک سروس شروع کی (اس سروس میں عیسائی مذہب کے کون کون سے اصول پامال ہوئے اس سے بحث نہیں یہاں کے دوسرے مذہبی رہنما اس پر بیانات دے چکے ہیں) جس میں موجودہ دور کے نوجوانوں کے تقاضے سامنے رکھے گئے۔ ابتداءً اس نے اپنا حلقہ وسیع کیا اور لڑکوں لڑکیوں نے اس گروپ میں شرکت کرنا پسند کیا۔ لیکن یکایک برطانیہ کے صف اوّل کے اخبارات اور ٹیلیویژن کی عالمی خبروں میں یہ انکشاف کیا گیا کہ اس سروس کا مذہبی رہنما کئی جنسی اسکینڈلوں میں ملوث پایا گیا اور اس نے چندے میں آنے والی رقوم اپنی عیاشیوں میں صرف کی اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ انکشاف خود اس کے چرچ گروپ نے کیا (یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آخر وہ کونسی وجوہات تھیں جن کی بناء پر چرچ گروپ کو یہ انکشاف کرنا پڑا اور پچھلے دو سالوں میں چرچ گروپ نے یہ سب کچھ کیسے برداشت کیا تھا) اس انکشاف سے چرچ آف انگلینڈ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اخبارات میں تبصرے اور ٹی وی پر مذاکرات اور تبادلہ خیالات کی مجلسیں قائم کیں۔ بعض مذہبی رہنماؤں نے اس سلسلے میں دوسرے چرچز کی بھی تحقیقات پر زور دیا، جب کہ دیگر رہنماؤں نے شیفیلڈ کے اس پادری کو ذہنی اور روحانی مریض قرار دے کر اس کے کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور کہا گیا کہ اس پادری کو روحانی علاج کی سخت ضرورت ہے۔ روزنامہ جنگ لندن کی خبر کے مطابق ۔

> جنسی اسکینڈل میں ملوث پادری کرس برین کو روحانی رہنمائی کی پیش کش کی گئی ہے شیفیلڈ میں چرچ کے حکام ایسے پادریوں کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس پادری کی روحانی مدد کر سکیں۔ کرس برین آج کل ہسپتال میں نفسیاتی علاج کے لیے داخل ہے۔ اس کے چرچ گروپ نے الزام لگایا تھا کہ کرس برین انہیں جنسی اور ذہنی طور پر تکلیف پہنچاتا تھا۔ اور چندے میں آنے والی پوری رقوم اپنے ذاتی عیش و آرام پر خرچ کر دیتا تھا۔ (جنگ ۳۰ / اگست ۹۵ء)

یہ نہ سمجھئے کہ یہ اپنی قسم کا شاید پہلا واقعہ ہے۔ نہیں۔ برطانیہ میں ہر آئے دن کسی نہ کسی پادری اور مذہبی رہنماؤں کے شرمناک رازوں کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ ابھی کئی پادریوں کے خلاف جنسی اسکینڈل میں مقدمات چل رہے ہیں جن میں نوعمر لڑکوں پر مبینہ جنسی حملے کے کیس بھی ہیں اور پولیس ان سب کی تحقیقات کر رہی ہے اور کئی اس قسم کے کردار کے باعث استعفاء دینے پر مجبور بھی ہوئے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ کالی بھیڑیں صرف ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے مذاہب میں بھی اس قسم کی کالی بھیڑیں ہیں۔ ہمیں افسوس صرف اس بات کا ہے کہ اس قسم کے افسوسناک اور شرمناک کردار کو نہ صرف یہ لوگ گوارا کرتے ہیں بلکہ اسے روحانی مرض کے کھاتے میں ڈال کر اس پر تاویلات کا سیاہ پردہ ڈال دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ مذہبی رہنما اس قسم کی غیر اخلاقی حرکت کے خلاف کھل کر میدان عمل میں آئیں اور اسے مذہب سے بغاوت قرار دینے کے ساتھ ساتھ خلاف قانون اور اس پر سخت سزا کا مطالبہ

کریں۔ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یورپ اور برطانیہ میں زنا جیسے خبیث فعل کے بارے میں سخت رویہ اختیار کرنا تہذیب کے
خلاف ہے بلکہ اس سلسلے میں مفاہمانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جسم فروشی کو خلاف قانون نہ قرار دیا جائے
بلکہ اسے قانونی شکل دے دی جائے تو یہ بیماری آسانی سے ختم ہو جائے گی۔ ایڈنبرا کے بشپ ریورنڈ رچرڈ ہالووے
جب اپنے عہدے پر آئے اور ابھی چند ماہ ہی گزرے کہ انہوں نے کھلے عام یہ بیان دیا کہ۔

"زنا کے بارے میں زیادہ مفاہمانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ ایڈز کے پھیلاؤ
کو روکنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ منشیات اور جسم فروشی کو قانونی تحفظ فراہم کر دیا جائے۔ ایک
ٹی وی انٹرویو میں بشپ نے کہا کہ منشیات اور جسم فروشی کو جرم قرار دے کر ان کو کنٹرول کرنا
مشکل بنا دیا گیا ہے۔ اگر ان کو (جسم فروشی کو) قانونی بنا دیا جائے تو ان پر قابو پانا آسان ہو جائے
گا۔" انہوں نے کہا کہ یہ کہنا کہ ایڈز ہم جنس پرستوں پر خدا کا عذاب ہے غلط اور غیر منطقی ہے
(جنگ لندن ۱۸ مئی ۹۵ء)

غور کیجئے کہ جب بشپ اور اعلیٰ درجے کے مذہبی رہنما جسم فروشی کو قانونی قرار دینے کے مطالبے کریں
اور قوم کو گندگیوں میں دھکیلنے کے لیے اپنی ساری کوششیں بروئے کار لائیں تو وہ قوم اور معاشرہ کتنا صحت مند ہو سکے
گا۔ اور اس قوم کی اخلاقی حالت کیا ہو گی جس کے رہنما، جسم فروشی کی کھلے عام اجازت طلب کریں اور اسے قانونی
تحفظ دینے کے مطالبے کریں۔

بشپ کے اس بیان کو بعض مذہبی رہنماؤں نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا لیکن مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے
تو پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ کے اکثر مذہبی رہنما اس بیان کی تائید میں کھڑے ہیں۔ اور وہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ غیر شادی شدہ
مرد و عورت کا ازدواجی تعلق نہ اخلاقاً کوئی جرم ہے نہ مذہباً اسے کوئی گناہ کہا جا سکتا ہے۔ ایڈنبرا کے بشپ نے
اس جسم فروشی اور زناکاری کو قانونی تحفظ دینے کے لیے آواز اٹھائی جب کہ چرچ آف انگلینڈ نے اعلان عام
کر دیا کہ غیر شادی شدہ لوگ اگر ازدواجی زندگی گزاریں تو یہ کوئی گناہ کی بات نہیں اور نہ ایسے لوگ مذہب کی رو سے
کوئی گنہگار سمجھے جائیں گے۔ (روزنامہ جنگ لندن کی خبر کے مطابق)

چرچ آف انگلینڈ کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ بغیر شادی کیے اکٹھے زندگی بسر کرنا گناہ نہیں ہے لہٰذا
ایسے افراد کے لیے آئندہ گناہ کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ ان دنوں جو عورتیں اور مرد بغیر شادی
اکٹھے رہ رہے ہیں ان کی تعداد شادی شدہ لوگوں کے قریب پہنچ گئی ہے۔ یہ بات خاندانوں کے
بارے میں چرچ آف انگلینڈ کی ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۰ء تک

یہ صورت حال ہوگی کہ ہر پانچ میں سے چار جوڑے، بغیر شادی کیے اکٹھے رہ رہے ہوں گے اور ازدواجی زندگی بسر کریں گے اور ان کی زندگی کو گناہ کی زندگی کہنا جائز نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہم جنس پرستوں مردوں اور عورتوں کو اس مذہب میں شامل ہونے پر خوش آمدید کہنا چاہیئے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۸ رجون ۹۵ء)

اب آپ ہی سوچیں کہ جب کسی بگڑے معاشرے کا سختی سے محاسبہ کرنے اور اسے راہ راست پر لانے کے بجائے قانون اور مذہبی طور پر یہ اجازت دے دی جائے کہ شادی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بغیر شادی کیے جنسی تعلقات پر نہ قانونی گرفت ہوگی نہ مذہبی طور پر اسے گناہ سمجھا اور کیا جائے گا تو اس کا نتیجہ کس خوفناک شکل میں سامنے آئے گا؟ ۔ کیا ان مذہبی رہنماؤں کے اس اعلان کے بعد بگڑے نوجوانوں کو اور زیادہ کھلی چھٹی نہ مل گئی کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں۔ عفت وعظمت کا جب چاہیں سودا کریں اور جب چاہیں اس سودے کو ختم کریں۔ چرچ آف انگلینڈ کے رہنماؤں اور بشپ کے ان بیانات سے آئندہ کتنی خطرناک صورت حال سامنے آئے گی یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ لیکن اس وقت جو نقشہ ہمارے سامنے ہے اسے مندرجہ ذیل دو خبروں میں ملاحظہ فرمایئے۔

برطانیہ میں ۱۹۹۲ء کے دوران ۴۴ فیصد خواتین شادی شدہ زندگی سے باہر حاملہ ہوئیں دس سال قبل یہ تعداد ۳۰ فیصد تھی محکمہ مردم شماری کے مطابق ان میں سے ایک تہائی سے قدرے زیادہ حاملہ خواتین نے اسقاط حمل کرایا اور ہر دس میں سے چھ یا ۸ بچے شادی شدہ زندگی سے باہر ہوئے جو ۱۸ فیصد اضافہ تھا محکمہ کے مطابق ۱۹۹۲ء کے دوران ۸ لاکھ ۲۸ ہزار خواتین حاملہ ہوئیں جو سابق سالوں کی بہ نسبت ۳ فیصد یا ۲۷ ہزار کم تھیں ۸ لاکھ ۲۸ ہزار میں سے ۱۹ فیصد اسقاط حمل ہوئے ۱۶ سال سے کم عمر کی ۱۵ فیصد لڑکیوں نے اسقاط حمل کرائے۔ (جنگ لندن ۲۷ر جولائی ۹۵ء)

۱۹۹۲ء میں غیر شادی شدہ کے اکٹھے رہنے اور اس کے نتیجے میں خواتین کے حاملہ ہونے کی تعداد ۴۴ فیصد تھی۔ اور اب ۱۹۹۵ء کے وسط تک اس میں اور اضافہ ہو گیا۔ محکمہ مردم شماری کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں نصف سے زیادہ خواتین بغیر شادی کیے حاملہ ہو گئی ہیں یہ تناسب ۱۹۹۲ء میں ۴۴ فیصد اور دس سال قبل ۳۰ فیصد تھا ...... اور شادیوں کی تعداد گھٹ کر تین لاکھ سے بھی کم ہو گئی

(جنگ لندن ۲۷ر اگست ۹۵ء)

اب غور فرمایئے کہ جب مذہبی رہنماؤں نے بغیر شادی کیے اکٹھے رہنے کو جائز قرار دے کر ایسے زناکاروں

کو گنہگار سمجھنے سے بھی انکار کر دیا ہے کیا اس تعداد میں اضافے کا باعث نہیں بنے گا؟

یاد رکھیئے کہ برائی کو اگر برائی سمجھا جائے تو وقت آتا ہے اس برائی سے بچنے کی فکر کی جاتی ہے اور اس کے خلاف آواز اٹھ ہی آتی ہے لیکن اگر کسی معاشرے میں برائی کو برائی نہ سمجھا جائے بلکہ اس برائی کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو قانونی اور مذہبی طور پر دبانے کی کوشش کی جائے تو پھر اس معاشرے میں بداخلاقی اور بدتہذیبی۔ بے شرمی و بے حیائی کے کتنے ہی مظاہرے کیوں نہ ہوں اور طرح طرح کی روحانی و جسمانی بیماریاں انہیں اپنے گھیرے میں کیوں نہ لے لیں پھر بھی کم ہے۔

آج کا یورپی اور امریکی معاشرہ جس طرز زندگی کو مہذب تہذیب قرار دے کر اسے قانونی اور مذہبی تحفظ دے رہا ہے اس کا انجام خود ان کے سامنے ہے اہل اسلام اور اسلامی ممالک کو اس تہذیب جدید اور اس کے خوفناک انجام سے بچانے کے لیے کہنے والے سچ کہہ گئے ہیں ۔ ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

مغربی ممالک کے یہ سیاسی زعماء اور مذہبی رہنما اگر مسلمان مفکروں سے متفق نہیں تو انہیں کم از کم شہرہ آفاق برطانوی مفکر اور مؤرخ آرنلڈ ٹائن بی کا یہ بیان پڑھ لینا چاہیئے جو اس نے اپنی آپ بیتی میں کہا ہے۔

مجھے ہم عصر مغربی تہذیب سے غصہ آتا ہے۔اس لیے نہیں کہ یہ مغربی تہذیب ہے بلکہ اس لیے کہ مجھ پر اس کی خرابیاں آشکارا ہیں۔ (وما علینا الا البلاغ المبین یکم ستمبر ۹۵ء)

وفیات

عبد القیوم حقانی

پروفیسر مولانا محمد اشرفؒ کا سانحہ ارتحال

گزشتہ ماہ کے آخری عشرہ میں پروفیسر مولانا محمد اشرف صاحبؒ پشاور بھی اس دارفانی سے رحلت فرماگئے ، فانا للہ وانا الیہ راجعون . مرحوم ایک بلند پایہ عالم ، اپنے دور کے عظیم داعی ، ادیب و مصنف اور صاحب دل بزرگ تھے . وسعت مطالعہ ، تبحر علمی اور تحریر و انشاء میں ان کا پایہ بہت بلند اور ان کا ایک خاص اسلوب تھا . حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ایک سوالنامے کے جواب میں حدیث گفتنی کے عنوان سے جو مفصل مقالہ تحریر فرمایا وہ ان کے تبحر علمی اور مطالعاتی وسعتوں کا شاندار مظہر ہے . ان کی یادگار تصنیف شاہراہ معرفت یا سلوک سلیمانی (مکمل تین جلدیں) ایک اچھوتی اور البیلی کتاب ہے .

اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک زاہد شب زندہ دار بزرگ اور اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت بھی تھے . جدید تعلیم یافتہ حضرات ان سے بے حد متاثر ، گرویدہ اور مستفیض تھے ، انہیں انسان کے امراض نفس و قلب کا پتہ چلانے میں حذاقت و کمال اور معالجہ نفس و طبائع اور اصلاح و تزکیہ میں انہیں ید طولی ملا تھا ، عزائم وقت میں ان کے ذوق فکر و عمل کا پایہ ہمیشہ بلند رہا . بظاہر وہ معذور تھے ضعیف الجسد تھے مگر ان کا فیض پھیلا کہ وہ حسن اخلاص کی دولت سے مالامال تھے جس کا بیج قلب کی سرزمین سے پھوٹتا ہے ، برگ و بار پیدا کرتا ہے اور اس کی سرمدی مہک سے مشام روح معطر ہوجاتا ہے ان کا یہ جوہر سیرت کسی کو سر کی آنکھوں سے تو نظر نہیں آتا تھا لیکن ذوق بے میل اور قلب سلیم رکھنے والے احباب اسے خوشبو کی طرح محسوس کرلیا کرتے تھے . مرحوم کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق قدس سرہ العزیز سے قلبی وارفتگی اور عشق تھا . حضرت شیخ الحدیثؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد ماہنامہ الحق کے شیخ الحدیث نمبر کے لئے وہ اپنے مخصوص انداز میں بہت کچھ لکھنا چاہتے تھے مگر عوارض و حالات نے موقع ہی نہ دیا ، نمبر کے اشاعت کے بعد انہیں اس کا بہت رنج و قلق تھا . مرحوم جب حضرت شیخ الحدیثؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد ان کے مرقد پر تشریف لائے ، ایصال ثواب کیا اور مراقب ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ خصوصی انوارات اور برکات معلوم ہوتے ہیں . بے شک وہی اس کے اہل تھے اور ایسے امور کا ادراک و انکشاف ان ہی کو زیبا تھا . مرحوم کی سانحہ ارتحال کی خبر علمی و دینی حلقوں بالخصوص جامعہ حقانیہ میں بڑے رنج اور غم و اندوہ سے سنی گئی ، ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیاگیا ، دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے نماز جنازہ میں شرکت کی . ادارہ مرحوم کے پسماندہ گان و متوسلین کے ساتھ غم میں برابر کا شریک بلکہ خود تعزیت کا مستحق ہے .

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۰

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

اقوام متحدہ اخلاقی اقدار اور مسلم اصولوں کی پامالی کا ادارہ

امریکہ، برطانیہ اور فرانس دنیا بھر میں حق بالغ رائے دہی اور آزادی رائے کی آڑ میں جمہوری سیاسی نظام کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں جس ملک میں جمہوریت نہ ہو امریکی بلاک انسانی حقوق کی پامالی کا واویلا مچانا شروع کر دیتا ہے۔ بعض اوقات اقوام متحدہ کے ذریعے اس ملک کے خلاف اقتصادی پابندیاں تک عائد ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی ملک میں جمہوریت کا مستقبل تاریک ہو جائے تو اقوام متحدہ کی فوج کی نگرانی میں انتخابات کرائے جاتے ہیں جب کہ خود اقوام متحدہ کے اہم ادارہ عالمی سلامتی کونسل کا ڈھانچہ جمہوری اصولوں کی نفی کرتا ہے۔

ا۔ جمہوری نظام میں ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے لیکن عالمی سلامتی جیسے اہم مسائل کے حل کے لیے اقوام متحدہ کے ۱۸۴ ارکان میں سے سلامتی کونسل کے ۱۵ ارکان کو منتخب کر کے باقی ارکان کو کیوں محروم کیا گیا ہے۔

ii۔ جمہوری نظام میں عالم اور جاہل کی رائے میں کوئی فرق نہیں۔ سب کے ووٹ کی قدر و قیمت یکساں ہے اس اصول کو مدنظر رکھ کر دنیا کے تمام ممالک کے ووٹ کی قدر و قیمت برابر نہیں، کیوں ؟

iii۔ جمہوری اصولوں کے مطابق کثرت رائے کی بنیاد پر فیصلے ہوتے ہیں۔ لیکن سلامتی کونسل کے فیصلے ان پانچ غاصبوں کی صوابدید پر ہوتے ہیں، کیوں ؟

iv۔ سلامتی کونسل کے پانچ ارکان کی حیثیت مستقل ہے جب کہ باقی ۱۰ ارکان ان کی مرضی سے صرف ۲ سال کے لیے منتخب ہوتے ہیں یہ تضاد کیوں ؟

امریکہ، برطانیہ دوسرے ملکوں کو جمہوری نظام کی دعوت دیتے ہیں لیکن اقوام متحدہ میں ان جمہوری اصولوں پر عمل کیوں نہیں کرتے ؟ (عطا محمد جنجوعہ

اہل مغرب کی ایک اور سازش

لاہور (این این آئی) اہل مغرب نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے مذموم سازشوں کا سلسلہ تیز کر دیا معروف اخبار گارڈین نے انکشاف کرتے ہوئے رپورٹ کی ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے انتہائی منظم طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس کے تحت برطانیہ کے دور دراز جنگل میں مسلمانوں کی درس گاہ کی طرز پر ایک عمارت قائم کی گئی ہے۔ اس عمارت کی ہر کسی کو دیکھنے کی اجازت نہیں کسی با اعتماد شخص کو حکومت برطانیہ سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کر کے عمارت دکھائی جا سکتی ہے کیونکہ یہ عمارت مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا گڑھ ہے رپورٹ کے مطابق اس عمارت کے سب کمرے دیکھے جائیں تو بظاہر کسی کمرے میں قرآن شریف کی قرأت سکھائی جا رہی ہے تو کہیں معنی و تفسیر کا درس دیا جاتا ہے، کہیں احادیث سمجھائی جاتی ہیں، کسی کمرے میں مناظرہ ہو رہا ہے عمارت دیکھنے والے شخص کو طلبا سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اخبار کے مطابق درحقیقت اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء مسلمان نہیں بلکہ عیسائی اور یہودی ہوتے ہیں تعلیم مکمل کرنے والے طلبا کو مسلمان ممالک خصوصاً مشرق وسطیٰ بھیج دیا جاتا ہے، جہاں وہ کسی بڑے شہر کی مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہو جاتے ہیں اور نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ الازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل علماء ہیں، برطانیہ میں اسلامی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں آگئے ہیں یہ طلبا تنخواہ کے بغیر مساجد میں موذن یا امام کی خدمات سرانجام دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ اسلامی مسائل کا جواب اتنے شافی انداز میں دیتے ہیں کہ کسی کو ان پر شک نہیں گزرتا کہ یہ بہروپئے ہیں، کچھ عرصے بعد اختلافی مسئلہ پر مسلمانوں کی دو پارٹیاں بنا کر اختلاف پیدا کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ اس ادارہ کا مقصد ہی مسلمانوں کو باہمی دست و گریبان کر کے خون خرابہ کرانا ہے۔

(مفتی محمد عمر حیات ڈیروی)

عالم اسلامی صیہونی جارحیت کی زد میں

رابطہ عالم اسلامی نے عالم اسلام کے رہنماؤں، سیاستدانوں اور دانشوروں کی توجہ اسرائیل کی جانب سے حال ہی میں جاسوسی کی غرض سے چھوڑے گئے مصنوعی سیارے کی جانب دلائی ہے جو عرب اور دیگر مسلمان ممالک کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرے گا۔ مغربی ماہرین پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ مصنوعی سیارہ ہوری زون۔۳ (تمیسرا افق) میں نصب کیا گیا میزائل عرب دنیا کے کسی بھی حصے کو ایٹمی اسلحہ سے نشانہ بنا سکتا ہے۔

رابطہ کے ترجمان نے اسرائیل کی ایٹمی صلاحیت اور اس سے عرب اور اسلامی دنیا کو لاحق خطرہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تل ابیب کی مسلسل کوشش ہے کہ وہ عرب اور اسلامی دنیا پر ٹیکنالوجی اور عسکری میدان میں برتری قائم رکھے۔ اسرائیل کی جانب سے این پی ٹی پر دستخط کرنے سے انکار بھی اس کی صیہونی توسیعی و جارحانہ عزائم کی

واضح نشاندہی کرتا ہے۔

ترجمان نے مسلم امہ پر زور دیا کہ وہ باہمی اختلافات کو ختم کرکے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ سائنس اور تعلیم کو پھیلانے کے لیے کوششیں تیز کر دیں، تعلیمی اور تکنیکی معیار کو بلند کریں۔ اس میدان میں مسلم امہ کی خود انحصاری کے سلسلے میں یونیورسٹیوں، اعلیٰ تعلیم کے اداروں اور تحقیقی مراکز پر خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے تاکہ اسرائیل جو اپنی خوفناک عسکری قوت پر اعتراضات پہلے ہی مسترد کر چکا ہے، کے مقابل عرب اسلامی قوت لائی جا سکے جو علاقے میں امت کو درپیش تمام خطرات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔

(مولانا عبدالحق ٹانک)

امریکی ظلم کی انتہاء

امریکہ جو دنیا بھر میں انسانی حقوق کا ٹھیکیدار اور چھوٹے خصوصاً اسلامی ممالک کو پرامن ایٹمی صلاحیت سے محروم کر دینے کی کوشش کر رہا ہے وہ ایک ایسا خطرناک لیزر ہتھیار بنا رہا ہے جو دشمن کے فوجیوں کو اندھا کر دے گا یہ لیزر ہتھیار ایم۔ ۱۶ رائفل میں نصب کیا جا سکتا ہے اور تین ہزار فٹ دور سے فائر کرکے انسانی بینائی کو ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔ (تعمیر حیات لکھنو ۲۵ جون ۹۵ء)

تصحیح نسبت و لقب

جون ۹۵ء کے الحق میں "وہ یقیناً جنتی ہے" کے عنوان سے شاہ بلیغ الدین کا ایک مضمون چھپا ہے اس کے بارے میں چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔ ۱۔ حضرت عمروؓ بن ثابت انصاری عام طور پر اپنے والد ثابت ہی کی نسبت سے مشہور تھے دادا وقش کے نام کی نسبت سے نہیں۔ ۲۔ ان کا تعلق "بنو عبدالاشہل" سے تھا۔ اشہل یا بنو اشہل سے نہیں۔ مطلب یہ کہ اس خاندان کا صحیح نام "بنو عبدالاشہل" ہے اس سے تعلق رکھنے والوں کو البتہ اشہلی کہا جا سکتا ہے۔ ۳۔ حضرت عمروؓ بن ثابت کا لقب "احرم" (سطر۹) نہیں تھا بلکہ "الاُصَیْرِم" تھا (احرم کی تصغیر) مولوی سعید انصاری مرحوم نے بھی "سیر انصار" جلد اول میں اسی قسم کی غلطی کی ہے، انہوں نے الاصیرم یا اصیرم کی بجائے احیرم لکھ دیا۔ ترجمہ کا عنوان ہی حضرت احیرمؓ ہے۔ تعجب ہے کہ دارالمصنفین اعظم گڑھ کی اسی کتاب پر یہ غلطی گزشتہ ۶۰۔۷۰ سال سے چلی آ رہی ہے۔ بہرصورت یہ فاش غلطی ہے۔

(مولانا محمد اشرف مہتمم جامعہ مدینہ ٹانک)

قابلِ رشک مضامین

"الحق" میں بعض مضامین دیکھ کر آپ کے علم و فضل پر رشک آتا ہے "اختلاط مرد و زن" "مذاہب اربعہ اور شاہ ولی اللہ کی تحقیق"، "توہین رسالت"، "امریکہ میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری"، "نعش کی چیر پھاڑ"..... جیسے علمی ٹھوس اور متین مضامین دیکھ کر دل سے بے اختیار دعا نکل جاتی ہے اللھم زد فزد رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ "زور قلم اور کرے زیادہ"۔ یہ مفید اور اچھوتا سلسلہ مضامین جاری رکھیں۔ بالخصوص جدید پیش آمدہ مسائل پر شریعت حقہ کے حوالے سے مقالات لکھا کریں۔ جزاکم اللہ عن الجزاء

(سید محمد اجمل شاہ)